ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
دسمبر 2025ء جلد نمبر 26 شمارہ نمبر 12

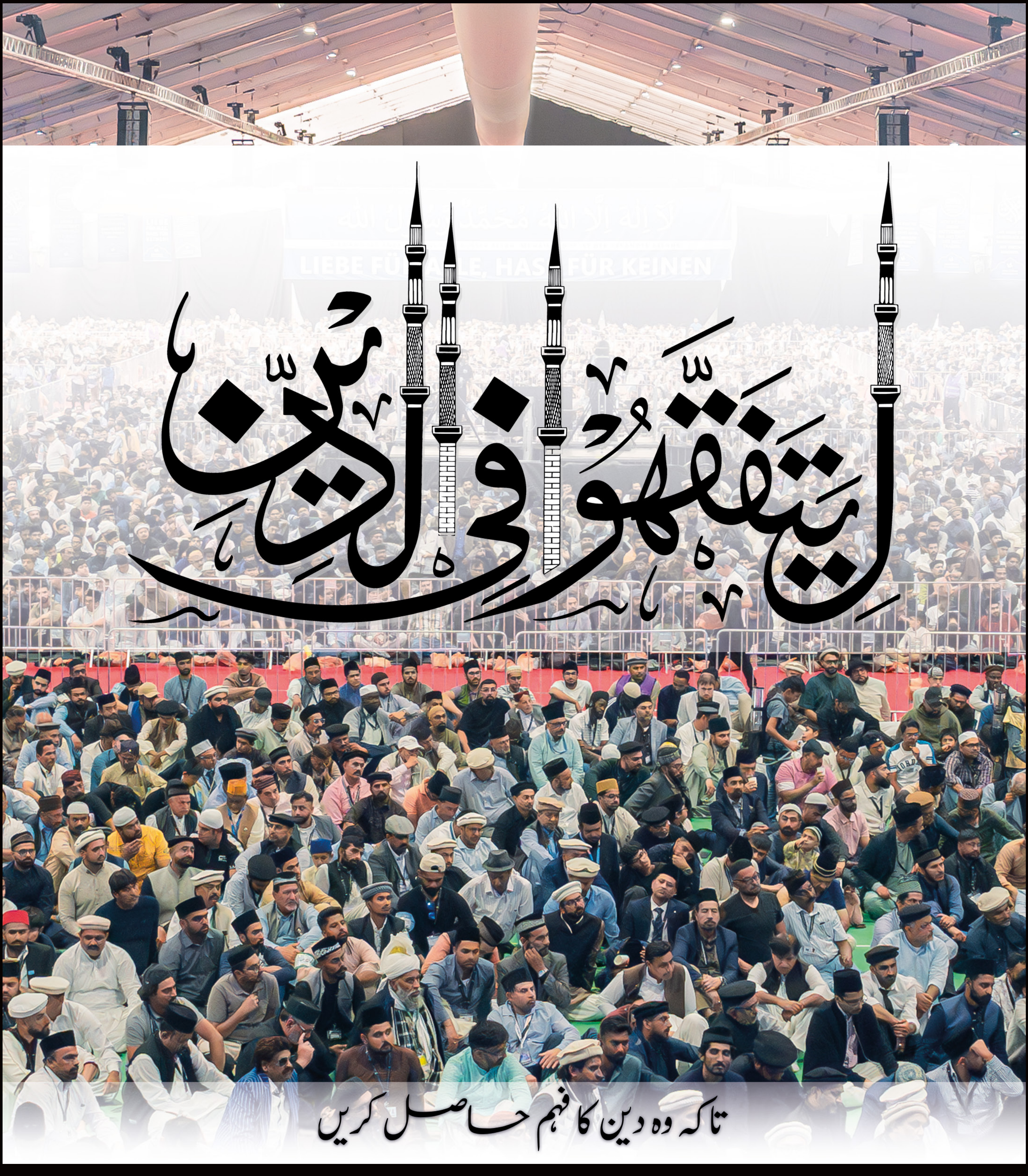

خدمتِ انسانیت کے

30 سال

امسال ہیومینٹی فرسٹ کے قیام پر تیس سال مکمل ہوئے تو 28 تا 30 نومبر 2025ء مسجد بیت الفتوح لندن میں انٹرنیشنل کانفرنس منعقد ہوئی جس کے اختتامی اجلاس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہ شفقت شرکت فرمائی اور مسرور ہال، اسلام آباد (یو کے) سے اپنے خطاب میں فرمایا:

ہیومینٹی فرسٹ کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُور اندیش سوچ کا نتیجہ تھا جس کا مقصد بلاتفریق رنگ و نسل اور مذہب انسانیت کی خدمت ہے۔ پس آپ نے ہمیشہ اس تنظیم کے مقصد کو یاد رکھنا ہے۔ خدا کی توحید کے قیام کے بعد حقیقی خدمتِ انسانیت ہی دراصل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد تھا۔ پس جو لوگ خود کو آپؑ سے وابستہ قرار دیتے ہیں، وہ ہمیشہ اس فرض کو یاد رکھیں۔ آپ کا دائرہ کار اور کام بہت وسعت اختیار کرتا جارہا ہے اور ان شاءاللہ جلد اس کا بجٹ اربوں میں پہنچ جائے گا۔ یاد رکھیں مالی ضروریات تو اللہ تعالیٰ خود پوری کرے گا مگر ہیومینٹی فرسٹ کے ہر ممبر نے بےلوث خدمتِ انسانیت کی رُوح کو اپنے اندر ہمیشہ قائم رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں اور محنت کا بہترین اجر عطا فرمائے اور ہیومینٹی فرسٹ نے تیس سالوں میں جو کامیابیاں حاصل کی ہیں آئندہ آپ اس سے بڑھ کر کامیابیاں حاصل کریں، آمین۔

اس موقع پر ہیومینٹی فرسٹ کی تیس سالہ کارکردگی کے مندرجہ ذیل اہم ترین نقاط پیش کیے گئے:

284 سے زائد آفات میں 29 لاکھ سے زائد متاثرین کی مدد۔ 57 شہروں میں 1,97,000 سے زائد پناہ گزینوں، بوڑھوں اور بے گھر افراد کی بحالی۔ تین یتیم خانوں کا قیام، 13,000 سے زائد یتیموں کی کفالت کا انتظام۔ غذاء کی دستیابی کے لیے 8 ممالک میں 11 فوڈ بینک کا قیام۔ 67 ممالک میں قربانی کے گوشت کی تقسیم اور 63 لاکھ افراد کے لیے کھانے کا انتظام۔ 100 اسکولوں اور 56 تربیتی مراکز کا قیام جن سے 2,89,000 طلباء فائدہ اٹھا چکے ہیں اور 72,000 فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ واٹر پمپ سکیم کے 6100 سے زائد منصوبوں سے 59 لاکھ لوگوں کو صاف پانی مہیا کرنا۔ 11 ہسپتال و کلینکس کا قیام۔ 27 ممالک میں میڈیکل کیمپس کے ذریعہ 8,80,000 سے زائد مریضوں کا علاج۔ Gift of Sight پروگرام کے ذریعے 65,000 سے زائد آنکھوں کے مریضوں کا علاج۔

اس موقع پر نمایاں خدمت کرنے والے کارکنان میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اعزازات بھی تقسیم فرمائے جن میں جماعت جرمنی کے مکرم محمد اطہر زبیر صاحب (چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی) اور ان کے ساتھی مکرم محمد حماد ہیرٹر صاحب بھی شامل تھے۔ (ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل و الحکم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

علم و عرفان کی جستجو

الہامی ہونے کا دعویٰ کرنے والی کتب میں سے قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس میں غور وفکر اور علم کی جستجو میں سرگرداں رہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ بار بار تفکر، تذکر، تدبر اور عقل سے کام لینے کی تلقین کرتے ہوئے سمجھایا گیا ہے کہ سچا علم رکھنے والے ہی دنیا میں فائزِ مرام ہوتے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے تفقہ فی الدین کی نصیحت فرمائی اور رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا کی دعا بھی سکھلائی۔ پھر اس کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے۔ پھر اس کا فیض دوسروں تک بھی پہنچائے، فرمایا: اچھا صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو بھی سکھائے۔ (سنن ابن ماجہ)

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ جب تک مسلمان روشن کی گئی ان راہوں پر گامزن رہے، ان کا حال بھی روشن اور تابناک رہا، علم وحکمت کے چشمے ان کے ہاں سے پھوٹتے اور ایک عالَم کو سیراب کرتے رہے، جس کا اعتراف آج ہر حقیقت پسند کو ہے۔ لیکن افسوس کہ علمی ترقی کے نتیجہ میں ہر طرح کی فراخی وخوشحالی آئی تو طاؤس ورُباب نے ڈیرے ڈال لیے اور تاج وتخت کے مالک تاراج کر دیے گئے اور ان کا پانی بھرنے والے مالک بن گئے۔ ایسے میں علم وحکمت اور عرفان کے خزانے لٹانے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو بھیجا جس نے اعلانِ عام کیا:

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا“۔ (تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

اس عظیم ہدف کے حصول کے لیے جماعت میں بہت سے مواقع موجود ہیں جن سے احباب جماعت دانش وحکمت کے پھول چنتے ہیں، سکول اور کالج نیز جامعات قائم ہیں جو علمی طور پر قومی تعمیر کا مقدس فریضہ سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔ تنظیمی سطح پر انصار، خدام، اطفال اور لجنہ وناصرات کی تعلیمی وتربیتی کلاسز لگائی جاتی ہیں۔ تاہم اس سلسلہ میں سب سے پہلی اور سب سے عظیم تقریب خود سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کی صورت میں مستقل بنیادوں پر جاری فرمائی تھی جس کا ایک اہم اور بنیادی مقصد یہ بیان فرمایا تھا:

”دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں“۔ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 376)

دسمبر کا مہینہ وہی مہینہ ہے جس کے آخری ہفتہ کے تین دن اس علمی و روحانی جلسہ کے لئے حضورؑ نے مقرر فرمائے تھے، گو اب دنیا بھر میں سارا سال ہی حضورؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مختلف جماعتوں میں جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا ہے تاہم عین ان ایام میں بھی گزشتہ 136 برس سے جماعت احمدیہ جلسہ سالانہ منعقد کرتی چلی آرہی ہے، جو ہماری علمی و عملی تربیت کا ذریعہ اور ہمارے انتظامی اور اخلاقی معیار کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پس ان ایام سے ہم سب کو بھرپور انداز میں فائدہ اٹھانا چاہئے، جو قوّت پرواز رکھتے ہوں انہیں وہاں پہنچ کر اور جو نہ پہنچ سکیں وہ اپنی اپنی جگہ رہ کر بھی اس بابرکت اور مقدّس ماحول کا حصّہ بن سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ سبھی کو اپنے بے پایاں افضال وبرکات سے نوازے، آمین۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

جمادی الثانی/رجب 1447 ہجری قمری | دسمبر 2025ء | جلد نمبر 26 | شمارہ نمبر 12 | فتح 1404 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: تقویٰ اور خداترسی علم سے پیدا ہوتی ہے
06	منظوم کلام: جو ہو مفید لینا جو بد ہو اُس سے بچنا
07	خطبہ جمعہ: ہر علم سے حاصل کرو عرفان الٰہی
14	تعارف کتب: تاریخ افکار اسلامی
15	تزکیہ نفس
19	بحرِ عرفان میں تم غوطے لگاؤ ہر دم
22	جماعت احمدیہ جرمنی کے چار ممبران کا اعزاز
23	جرمن نظام تعلیم
25	سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی
29	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرؤیا
33	سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے
37	جلسہ سالانہ کے دوران ربوہ کا ایک گھر
40	اس شہر میں اس کا بدل ہی نہیں
41	سالانہ عشائیہ تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی
43	مظاہر کائنات اور عرفان الٰہی
45	آگے بڑھتے رہو دم بدم دوستو
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ

www.akhbareahmadiyya.de

پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,

60437 Frankfurt am Main, Germany

Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de

Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT

HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

07

04

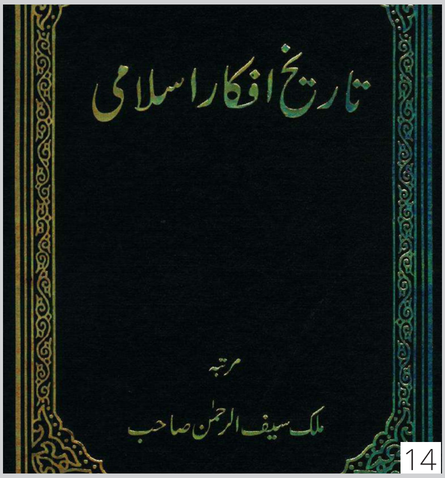

14

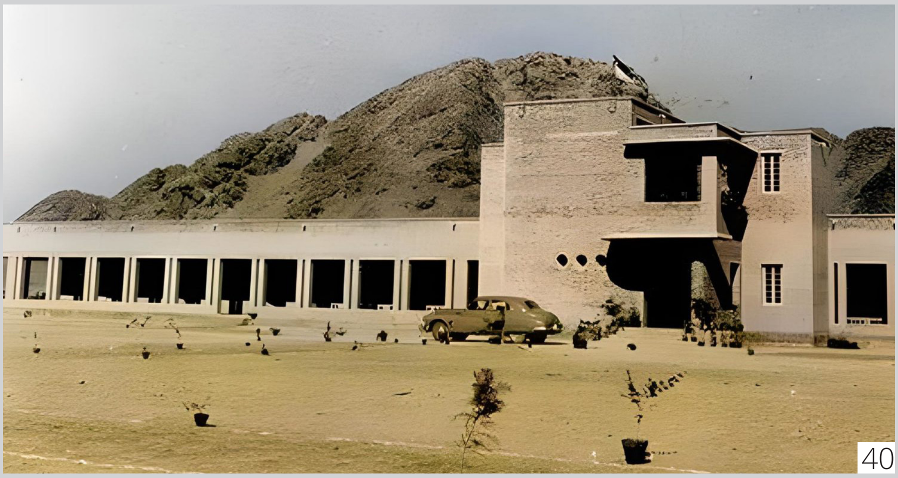
40

24

25

38

27

19

قال اللہ جلّ جلالہٗ

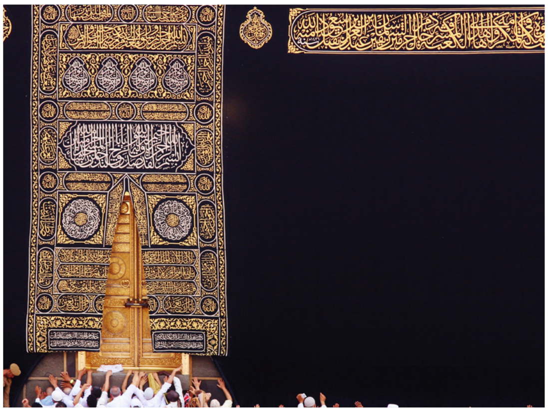

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ

(التوبۃ 122)

مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لوٹیں تاکہ شاید وہ (ہلاکت سے) بچ جائیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيْبًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ

(صحیح بخاری کتاب العلم)

حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے معاویہ سے سنا۔ وہ خطبہ میں فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی اور جو شخص ان کی مخالفت کرے گا، انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو تفقہ فی الدین کریں یعنی جو دین آنحضرت ﷺ نے سکھایا ہے اس میں تفقہ کر سکیں۔ یہ نہیں کہ طوطے کی طرح یاد ہو اور اس میں غور و فکر کی مطلق عادت اور مذاق ہی نہ ہو۔ اس سے وہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی جو آنحضرت ﷺ چاہتے تھے ... لیکن چونکہ سب کے سب ایسے نہیں ہو سکتے اس لیے یہ نہیں فرمایا کہ سب کے سب ایسے ہو جائیں بلکہ یہ فرمایا کہ ہر جماعت اور گروہ میں سے ایک ایک آدمی ہو اور گویا ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہونی چاہیے جو تبلیغ اور اشاعت کا کام کر سکیں۔

(الحکم 17 جنوری 1906ء صفحہ 4)

تقویٰ اور خداترسی علم سے پیدا ہوتی ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

تقویٰ اور خداترسی علم سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) یعنی اللہ تعالیٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو عالم ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی علم خشیت اللہ کو پیدا کر دیتا ہے اور خداتعالیٰ نے علم کو تقویٰ سے وابستہ کیا ہے کہ جو شخص پورے طور پر عالم ہوگا اس میں ضرور خشیت اللہ پیدا ہوگی۔ علم سے مراد میری دانست میں علم القرآن ہے۔ اس سے فلسفہ، سائنس یا اور علوم مروّجہ مراد نہیں کیونکہ ان کے حصول کے لئے تقویٰ اور نیکی کی شرط نہیں بلکہ جیسے ایک فاسق فاجر ان کو سیکھ سکتا ہے ویسے ہی ایک دیندار بھی۔ لیکن علم القرآن بجز متقی اور دیندار کے کسی دوسرے کو دیا ہی نہیں جاتا۔

(الحکم 17 جنوری 1906ء صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ایک اور بھی راہ ہے جس سے انسان گناہ سے بچ سکتا ہے، وہ خداتعالیٰ کے حسن پر اطلاع ہے۔ جب پوری معرفت اور بصیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جمال کو دیکھتا ہے تو اس حسن کے بالمقابل تمام لذات اسے ہیچ اور فانی نظر آتی ہیں اور ساری خوشیوں اور راحتوں کو اسی صاحب الحسن کی اطاعت میں پاتا ہے۔ یہ مقام اعلیٰ درجہ کے انسانوں کا ہوتا ہے۔ مگر ایک طبقہ انسانوں کا ایسا بھی ہے جو خوفِ الٰہی بھی ان کو گناہوں سے بچالیتا ہے اور یہ خوف علومِ حقہ میں تفقہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے، اسی لئے علماء ربانی کی شان میں کہا گیا ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا۔ (خطابات نور صفحہ 73)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اسلام کی وسیع تعلیم کے لیے اس قدر وسیع سینہ کی ضرورت تھی جو ہر قسم کے علم کو سمجھ سکے، سمجھا سکے اور دنیا میں پھیلا سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم ملا چونکہ وہ جامع ومانع تھا اس کے لئے بہرحال ایسے سینہ کی ضرورت تھی جو ہر علم کو اخذ کرلے اور اسے پھیلا کر کہیں کا کہیں لے جائے۔ ایک شخص ایسا ہوتا ہے جسے اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنے الفاظ ہوتے ہیں مگر ایک شخص ایسا ہوتا ہے جو تھوڑے سے الفاظ سے بہت بڑا علم حاصل کرلیتا ہے اور بات کو پھیلا کر کہیں کا کہیں لے جاتا ہے۔ اسی کو تفقہ کہتے ہیں جو ایک نہایت قیمتی چیز ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 9 زیر آیت الم نشرح لک صدرک)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

جماعت احمدیہ میں ایسے ذہین اور ہونہار نوجوان ہونے چاہئیں جن کی صحیح رنگ میں تربیت کی جائے اور وہ دین اسلام سے کما حقہ واقف ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پر ان کو عبور ہو اور وہ اس قابل ہوں کہ دنیا کا کوئی عالم، خواہ وہ کسی سائنس یا علم سے تعلق رکھنے والا ہی کیوں نہ ہو جب ان سے بات کرے تو وہ اس بشارت کے مطابق اس کا منہ بند کرنے والے اور اسلام کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے والے ہوں۔ اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ (خطابات ناصر جلد دوم صفحہ 101)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

تفقہ فی الدین سے مراد یہ ہے کہ دینی احکام پر غور کرتے رہنا اور ان کی حکمتوں تک رسائی کی کوشش کرنا اور یہ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ کے جو دوسرے پہلو ہیں اس کی طرف توجہ دلانے والی نصیحت ہے۔ علم تو ہے لیکن اس علم کی کنہ، اس کی غرض وغایت، اس کے اندرونی راز کن معنوں میں اس کو دوسروں پر چسپاں کیا جاسکتا ہے یا اور دوسری چیزوں پر چسپاں کیا جاسکتا ہے، بہت وسیع مضمون ہے لیکن خلاصہ یہی ہے کہ علم حاصل کرنا کافی نہیں جب تک اس میں ڈوب کر اس میں مضمر حکمتیں، اس کے اندر پوشیدہ عقل کی گہری باتوں تک آپ کی رسائی نہ ہو اور فرمایا جو ان باتوں میں وقت صرف کرتا ہے اس کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ (خطبات طاہر جلد 14 ص108، 107)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کمزور لوگ ہمیشہ اپنے لئے سہارے کی تلاش کرتے ہیں لیکن کیونکہ صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے بعض لوگ جن میں کچھ قابلیت ہو آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن بعض مزید سہارے کو چاہتے ہیں۔ ... پس مربّیان اور مبلغین اور دوسرے واقفین زندگی جن کو دین کا علم ہے خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ کریں کہ لوگوں کی استعدادوں کو سہارے دے کر اوپر لائیں۔ کم از کم درجے سے اوپر کے درجوں کی طرف استعدادوں کو بڑھانے میں مدد دیں یا جن درجوں پر ہیں ان کے بھی جو مختلف معیار ہیں ان کو بھی بڑھانے کی کوشش کریں۔ یہ بات جہاں ترقی کرنے والے افراد کے ایمان ویقین میں اضافہ کرنے والی ہوگی وہاں جماعتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرے گی۔

(خطبہ جمعہ 30؍ جنوری 2015ء)

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اُس سے بچنا

اِسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اَے سونے والو جاگو! شمس الضّحیٰ یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف مَیں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے

دُنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اِس کو یارو! آبِ بقا یہی ہے

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اُس سے بچنا
عقل و خِرَد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

یہ سب نِشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ
اَے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے

بس اَے مِرے پیارو! عقبیٰ کو مت بسارو
اِس دیں کو پاؤ یارو بدر الدّجیٰ یہی ہے

اِسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں مَیں
سب خشک باغ دیکھے پُھولا پَھلا یہی ہے

لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دِل میں جچا یہی ہے

(انتخاب از درِثمین، ''شانِ اسلام'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

ہر علم سے حاصل کرو عرفانِ الٰہی

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جون 2004ء کا مکمل متن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (سورۃ طٰہٰ 115)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ پس اللہ سچا بادشاہ ہے، بہت رفیع الشان ہے، پس قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے۔ اور یہ کہا کر کہ اے میرے ربّ مجھے علم میں بڑھا دے۔

اصل جو دعا اس میں سکھائی گئی ہے وہ ہے رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یہ دعا سکھا کر مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہ دعا صرف برائے دعا ہی نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ کر اور یہ کہنے سے علم میں اضافے کا عمل شروع ہو جائے گا۔ بلکہ یہ توجہ ہے مومنوں کو کہ ہر وقت علم حاصل کرنے کی تلاش میں بھی رہو، علم حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتے رہو۔ طالب علم ہو تو محنت سے پڑھائی کرو اور پھر دعا کرو تو اللہ تعالیٰ حقائق اشیاء کے راستے بھی کھول دے گا۔ علم میں اضافہ بھی کر دے گا اور پھر صرف یہ طالب علموں تک ہی بس نہیں ہے بلکہ بڑی عمر کے لوگ بھی یہ دعا کرتے ہیں۔ اور اس دعا کے ساتھ اس کوشش میں بھی لگے رہیں کہ علم میں اضافہ ہو اور اس کی طرف قدم بھی بڑھائیں۔ تو یہ ہر طبقے کے سب عمروں کے لوگوں کے لئے یہی دعا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ یعنی چھوٹی عمر سے لے کے، بچپنے سے لے کے آخری عمر تک جب تک قبر میں پہنچ جائے انسان علم حاصل کرتا رہے۔ تو یہ اہمیت ہے اسلام میں علم کی۔ پھر اس کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگا لیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا۔ اور آپؐ عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپؐ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآنِ کریم جیسی عظیم الشان کتاب بھی آپ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ پھر گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ یہ دعا کرتے رہیں کہ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔ بہر حال ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور اس دعا کی قبولیت کا دائرہ ہے۔ وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآنِ کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آ رہے ہیں۔ یہ باتیں جو آج انسان کے علم میں آ رہی ہیں اس محنت اور شوق اور تحقیق اور لگن کی وجہ سے آ رہی ہیں جو انسان نے کی۔ آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ اور

آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مَیں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے ربّ! میرے علم کو بڑھا، بہت ضروری ہے۔ گھر بیٹھے یہ سب علوم و معارف نہیں مل جائیں گے۔ اور پھر اس کے لئے کوئی عمر کی شرط بھی نہیں ہے۔ تو سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کو دیکھنا ہوگا۔ ان کی طرف رجوع کریں، ان کو پڑھیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو یہ دعا جو سکھائی گئی، جب یہ آیت اتری آپؐ کی عمر پچپن، چھپّن سال تھی۔ تو کہتے ہیں کہ یہ اس لئے ہے کہ مومنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ہمارے لئے بھی ہے۔ کسی بھی عمر میں علم حاصل کرنے سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور مایوس نہیں ہونا چاہئے پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

''دنیا میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچپن سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے، جوانی عمل کا زمانہ ہوتا ہے اور بڑھاپا عقل کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کی رُو سے ایک حقیقی مومن ان ساری چیزوں کو اپنے اندر جمع کر لیتا ہے۔ اس کا بڑھاپا محسوس کرتا ہے اس کے مقابل میں جب انسان پر ایسا دور آجاتا ہے جب وہ سمجھتا ہے مَیں نے جو کچھ سیکھنا تھا سیکھ لیا ہے اگر مَیں کسی امر کے متعلق سوال کروں گا تو لوگ کہیں گے کیسا جاہل ہے اسے ابھی تک فلاں بات کا بھی پتہ نہیں تو وہ علم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیمؑ بڑی عمر کے آدمی تھے مگر پھر بھی کہتے ہیں رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی... جب حضرت ابراہیمؑ نے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ ابراہیم! تُو تو پچاس ساٹھ سال کا ہو چکا ہے اور اب یہ بچوں کی سی باتیں چھوڑ دے۔ بلکہ اس نے بتایا کہ ارواح کس طرح زندہ

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں

کیونکہ آپؑ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دیئے ہیں۔ ان پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے جماعت کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا شوق اور اس سے فائدہ اٹھانے کا شوق نوجوانوں میں بھی اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ بلکہ جو تحقیق کرنے والے ہیں، بہت سارے طالبِ علم مختلف موضوعات پر ریسرچ کر رہے ہوتے ہیں، وہ جب اپنے دنیاوی علم کو اس دینی علم اور قرآن کریم کے علم کے ساتھ

اسے قوتِ عمل اور علم کی تحصیل سے محروم نہیں کرتا۔ اس کی جوانی اس کی سوچ کو ناکارہ نہیں کر دیتی بلکہ جس طرح بچپن میں جب وہ ذرا بھی بولنے کے قابل ہوتا ہے ہر بات کو سن کر اس پر فوراً جرح شروع کر دیتا ہے اور پوچھتا ہے کہ فلاں بات کیوں ہے اور کس لئے ہے اور اس میں علم سیکھنے کی خواہش انتہا درجہ کی موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کا بڑھاپا بھی علوم سیکھنے میں لگا رہتا ہے۔ اور وہ کبھی بھی اپنے آپ کو علم کی تحصیل سے مستغنی نہیں سمجھتا۔ اس کی موٹی مثال ہمیں رسول کریم ﷺ کی مقدّس ذات میں ملتی ہے، آپ کو پچپن، چھپن سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ الہاماً فرماتا ہے کہ قُلْ ہوا کرتی ہیں۔ پس ہر عمر میں علم سیکھنے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ الٰہی میرا علم بڑھا۔ کیونکہ جب تک انسانی قلب میں علوم حاصل کرنے کی ہر وقت پیاس نہ ہو اس وقت تک وہ کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتا''۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 469، 470)

بعض لوگ کہتے ہیں حافظہ بڑی عمر میں کمزور ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے ہمارے ایک استاد ہوتے تھے، انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد قرآن کریم حفظ کیا اور ربوہ میں سائیکل کے ہینڈل پر قرآن کریم رکھا ہوتا تھا اور چلتے ہوئے

جب تک انسانی قلب میں علوم حاصل کرنے کی ہر وقت پیاس نہ ہو اس وقت تک وہ کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتا

ملائیں گے تو نئے راستے بھی متعین ہوں گے، ان کو مختلف نہج پر کام کرنے کے مواقع بھی میسر آئیں گے جو اُن کے دنیادار پروفیسر ان کو شاید نہ سکھا سکیں۔ اسی طرح جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ بڑی عمر کے لوگوں کو بھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ عمر بڑی ہو گئی اب ہم علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھیں اس بارے میں پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں یہ سوچ کر نہ بیٹھ جائیں کہ اب ہمیں کس طرح علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اب ہم کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے تو لکھا

رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا یعنی اے محمد رسول اللہ ﷺ تیرے ساتھ ہمارا سلوک ایسا ہی ہے جیسے ماں کا اپنے بچے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے بڑی عمر میں جہاں دوسرے لوگ بیکار ہو جاتے ہیں اور زائد علوم اور معارف حاصل کرنے کی خواہش ان کے دلوں سے مٹ جاتی ہے اور ان کو یہ کہنے کی عادت ہو جاتی ہے کہ ایسا ہوا ہی کرتا ہے، تجھے ہماری ہدایت یہ ہے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہ کہ خدایا میرا علم اَور بڑھا، میرا علم اَور بڑھا۔

پس مومن اپنی زندگی کے کسی مرحلے میں بھی علم سیکھنے سے غافل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں وہ ایک لذّت اور سرور پڑھتے رہتے تھے۔ لیکن آج کل ربوہ میں رکشے اتنے ہو گئے ہیں اب اس طرح نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پھر بزرگ ہسپتال پہنچے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے علم کے بارے میں مختلف پیرائے میں جو ہمیں فرمایا وہ احادیث پیش کرتا ہوں، ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے۔ اب مسلمانوں میں جو علم حاصل کرنے کی نسبت ہے وہ دوسروں کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے۔ اور حکم ہمیں سب سے زیادہ ہے۔ پھر ایک روایت میں ہے، ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اچھا صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(سنن ابن ماجہ المقدمہ باب ثواب معلم الناس الخیر)

تو یہ علم حاصل کرنے کی اہمیت ہے۔ اور پھر اس کو سکھانے کی کہ یہ ایک صدقہ ہے اور صدقہ بھی ایسا ہے جو صدقہ جاریہ ہے کہ دوسروں کو علم سکھاؤ تو تمہاری طرف سے ایک جاری صدقہ شروع ہو جاتا ہے اسی لئے اساتذہ کی عزّت کا بھی اتنا حکم ہے کہ اگر ایک لفظ بھی کسی سے سیکھو تو اس کی عزّت کرو۔ اساتذہ کا بڑا معزّز پیشہ ہے۔ لیکن پاکستان وغیرہ میں اس کو بھی صرف آمدنی کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے اور یہ پیشہ بھی بدنام ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے جائز طور پر ایک ملازم یہ پیشہ اختیار کرتا ہے اس کو تنخواہ ملتی ہے، کمانا چاہئے یا پھر ٹیوشن بھی لی جا سکتی ہے لیکن وہاں آج کل ہوتا یہ ہے کہ سکولوں میں پڑھانے کی طرف توجہ نہیں دیتے، اور طالب علم کو کہہ دیا کہ تم میرے گھر آنا اور ٹیوشن پڑھو اور پھر ٹیوشن بھی اتنی لیتے ہیں کہ جو بعضوں کی پہنچ سے باہر ہوتی ہے۔ امیر آدمی سے تو چلو لے لی لیکن بیچارے غریبوں کو بھی نہیں بخشتے اور اگر ٹیوشن نہ پڑھیں تو امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں وہ پہلے ہی کہہ دیتے ہیں کہ اگر امتحان میں پاس ہونا ہے تو ٹیوشن پڑھو اور پھر بیچارے بعض لوگ (ایسے طالب علم یا ان کے والدین) اسی ٹیوشن کی وجہ سے مقروض ہو جاتے ہیں۔ احمدی اساتذہ کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے، اپنا ایک نمونہ دکھانا چاہیے اور جو علم اور فیض انہوں نے حاصل کیا ہے اس کو دوسروں تک پہنچانے میں کنجوسی اور بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔

پھر ایک روایت میں ہے حضرت مسروقؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ہم آئے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! اگر کسی کو علم کی بات معلوم ہو تو بتا دینی چاہئے۔ اور جسے علم کی کوئی بات معلوم نہ ہو تو سوال ہونے پر وہ جواب دے کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ یعنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ (کیونکہ یہ بھی علم کی بات ہے کہ انسان جس بات کو نہیں جانتا اس کے متعلق کہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو فرماتا ہے (یہ اسی کا حصہ ہے) اے رسول! تو کہہ میں اس کا کوئی بدلہ نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلّف سے کام لینے والا ہوں۔ (بخاری کتاب التفسیر) اس روایت میں جو پہلا حصہ ہے، اس میں اساتذہ کے لئے یہ سبق ہے کہ سکولوں میں ٹیوشن پر زیادہ توجہ ہے اور پڑھانے کی طرف کم۔ دوسرے یہ کہ بعض دفعہ تیاری کے بغیر پڑھانے چلے جاتے ہیں اور اگر کوئی نئی چیز پڑھانی پڑ جائے تو پھر ان کو کافی دقّت کا سامنا ہو رہا ہوتا ہے اور جو کچھ غلط سلط آتا ہے پڑھا دیتے ہیں۔ اور اس طرح پھر طلبا کی بھی ایک طرح کی غلط قسم کی رہنمائی ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ یہی بہتر طریقہ ہے کہ اگر علم نہیں تو کہہ دو کہ مجھے علم نہیں ہے۔ آج میری تیاری نہیں ہے میں نہیں پڑھا سکتا۔ علم سکھانے والے کے لئے بھی ایمانداری کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اپنی انا کی خاطر نہ بیٹھ جائے بلکہ اگر علم نہیں ہے تو بتا دے کہ علم نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرو، علم حاصل کرنے کے لئے وقار اور سکینت کو اپناؤ۔ اور جس سے علم سیکھو اس کی تعظیم، تکریم اور ادب سے پیش آؤ۔ (الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 78)

تو اس میں طلبہ کے لئے نصیحت ہے کہ اپنے استاد کی عزّت کرو، ایک وقار ہونا چاہئے۔ آج کل مختلف ممالک میں طلبہ کی ہڑتالیں ہوتی ہیں توڑ پھوڑ ہوتی ہے، مطالبے منوانے کے لئے گلیوں میں نکل آتے ہیں، مطالبہ یونیورسٹی یا کالج کا ہوتا ہے اور توڑ پھوڑ سڑکوں پہ سٹریٹ لائٹس کی یا حکومت کی پراپرٹی کی یا عوام کی جائیدادوں کی ہو رہی ہوتی ہے، دکانوں کو آگیں لگ رہی ہوتی ہیں۔ تو یہ انتہائی غلط اور گھٹیا قسم کے طریقے ہیں۔ اسلام کی تعلیم تو یہ نہیں ہے، طالبعلم علم حاصل کرتا ہے، اس کے اندر تو ایک وقار پیدا ہونا چاہئے۔ اور ادب اور احترام پیدا ہونا چاہئے اساتذہ کے لئے بھی، اپنے بڑوں کے لئے بھی، نہ کہ بدتمیزی کا رویہ اپنایا جائے۔ پھر بعض دفعہ ہمارے احمدی اساتذہ کو سامنا کرنا پڑتا ہے یہ تو خیر میں ضمناً ذکر کر رہا ہوں کہ غیر احمدی طلبہ نے خود پڑھائی نہیں کی ہوتی فیل ہو جاتے ہیں اگر ان کا احمدی ٹیچر ہے یا احمدی استاد ہے تو فوراً اس کے خلاف وہاں ہڑتالیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے بھی پاکستان میں بعض اساتذہ بڑی مشکل میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ایسے طلباء کو عقل دے اور احمدی طلباء کو بھی چاہئے کہ ایسی سٹرائیکس (Strikes) میں جو یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ہوتی ہیں کبھی حصہ نہ لیں اور اپنے وقار کا خیال رکھیں۔ احمدی طالب علم کی اپنی ایک انفرادیت ہونی چاہئے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت ﷺ اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ مسجد میں دو حلقے بنے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ تلاوت قرآن کریم اور دعائیں کر رہے ہیں اور کچھ لوگ پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا دونوں گروہ نیک کام میں مصروف ہیں۔ یہ قرآن پڑھ رہا ہے اور دعائیں مانگ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے۔ یعنی ان کی دعائیں قبول کرے یا نہ کرے اور دوسرا گروہ پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہے۔ فرمایا: خدا تعالیٰ نے مجھے معلّم اور استاد بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ پڑھنے پڑھانے والوں میں جا کے بیٹھ گئے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب المقدمہ فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

تو آنحضور ﷺ نے علم حاصل کرنے والوں کو یہ مقام دیا ہے۔ لیکن یہاں یہ بھی واضح ہو کہ جو پڑھنے پڑھانے والے تھے وہ بھی تقویٰ پر قائم رہنے والے تھے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اچھا صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے

علم حاصل کرو، علم حاصل کرنے کے لئے وقار اور سکینت کو اپناؤ۔ اور جس سے علم سیکھو اس کی تعظیم، تکریم اور ادب سے پیش آؤ

اور ایمان لانے والوں کا گروہ ہی تھا۔ آپؑ کی گہری نظر نے یہ دیکھ لیا کہ پڑھنے پڑھانے والے بھی نیکیوں پر قائم رہنے والے ہیں، تقویٰ پر چلنے والے ہیں اور تقویٰ کے ساتھ پھر غور، فکر اور تدبّر سے علم سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے آپؑ ان میں بیٹھ گئے۔ ایک اور جگہ روایت ہے کہ اصل میں علم وہی ہے جس کے ساتھ تقویٰ ہو۔ تو اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ کبھی کسی قسم کا علم بھی تقویٰ سے دور لے جانے والا نہ ہو۔ علم وہی ہے جو تقویٰ کے قریب ترین ہو اور تقویٰ کی طرف لے جانے والا ہو، خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29)۔ اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوئی تو یاد رکھو کہ وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 195) پھر ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنّت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب چرو۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ حضور یہ ریاض الجنّۃ (یعنی جنّت کے باغ) کیا چیز ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ مجالس علمی یعنی مجالس میں بیٹھ کر زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔

(الترغیب والترھیب)

ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مؤمن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آ گیا پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہو گی۔ وہ لوگ جو اس سلسلے کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم نہیں ان کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بڑھ کر بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلے کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلے کی تائید میں ظاہر کرتا

اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوئی تو یاد رکھو کہ وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ صحیح اور حقیقی فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونے دیتا اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا جواز بھی مہیا نہیں کرتا اور نہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے بےخوف بناتا ہے۔ قرآن کریم سے ان کی توجہ ہٹا کر کسی اور کی طرف انہیں راغب کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یاد رکھو علم کے بغیر عبادت میں کوئی بھلائی نہیں اور سمجھ کے بغیر علم کا دعویٰ درست نہیں۔ (اگر سمجھ نہیں آتی صرف رٹّا لگا لیا تو وہ علم، علم نہیں ہے) اور تدبّر اور غور و فکر کے بغیر محض قراءت کا کچھ فائدہ نہیں۔ (سنن

تو اس کے لئے پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں اجتماعوں اور جلسوں کے وقت، جب اجتماعات یا جلسوں پہ آتے ہیں تو وہاں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اور صرف یہی مقصد ہونا چاہئے کہ ہم نے یہاں سے اپنی علمی اور روحانی پیاس بجھانی ہے۔ اور ان جلسوں کا جو مقصد ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اگر جلسوں پہ آ کے پھر دنیاوی مجلسیں لگا کر بیٹھنا ہے اور ان سے پورا استفادہ نہیں کرنا تو پھر ان جلسوں پہ آنے کا فائدہ کیا ہے؟ یہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آج کل کے زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو بھی پڑھنے کی

ہے نہیں سنتے اور دیکھتے، وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی متقی اور پرہیز گار ہوں مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے (یعنی جو عمل ہے علم حاصل کئے بغیر بہت مشکل ہے) اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے''۔ پھر فرمایا ''بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں

دین تو چاہتا ہے مصاحبت ہو پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے؟

الدارمی) تو فرمایا کہ ایسا علم جو عمل سے خالی ہے ایسے علم کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ علم تو انسان کو انسانیت کے اعلیٰ معیار سکھانے کے لئے حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر پھر علم حاصل کرنے کے باوجود وحشی کا وحشی رہنا ہے تو ایسے علم کا اُسے کیا فائدہ۔ جیسا آج کل کے علماء دعویٰ کرتے ہیں اور پھر ان کی حرکتیں ایسی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ''علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور اس سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں

طرف توجہ دینی چاہئے اور ان سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے یہ بھی قرآن کریم کی ایک تشریح و تفسیر ہے جو ہمیں آپؑ کی کتب سے ملتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''دین تو چاہتا ہے مصاحبت ہو پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے؟ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدّم کر لیتے ہیں۔ مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو! قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر

سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 125)

تو وہ باتیں کتابوں کی صورت میں بھی اکٹھی ہو رہی تھیں پھر ملفوظات کی صورت میں بھی اکٹھی ہو چکی ہیں، اس طرف توجہ دینی چاہئے اور یہ کتب ضرور پڑھنی چاہئیں۔ اور انہیں کتب سے آپ کو دلائل میسر آ جاتے ہیں لوگوں کے اعتراضوں کے جواب دینے کے اور یہی آج کل طریقہ ہے آپ کی مجلسوں سے فیض یاب ہونے کا، آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کا کہ پہلے بھی مَیں کہتا رہا ہوں کہ آپؑ کی کتب پڑھنے کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ

دی جائے۔ اور اس سے ہمیں مخالفین کے اعتراضوں کے جواب بھی ملیں گے اور قرآن کریم کے علوم کی بھی معرفت ہمیں حاصل ہو گی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''ہمارے نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی انسانِ کامل دنیا میں نہیں گزرا لیکن آپؐ کو بھی رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کی دعا کی تعلیم ہوئی تھی۔ پھر اور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے۔ جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت میں ترقی کرے گا اسے معلوم ہوتا جاوے گا کہ ابھی بہت سی باتیں حل طلب باقی ہیں۔

ایک روایت میں حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم علم اس غرض سے حاصل نہ کرو کہ اس کے ذریعہ دوسرے علماء کے مقابلے میں فخر کر سکو۔ نہ اس لئے حاصل کرو کہ جہلاء میں اپنی بڑائی اور اکڑ دکھا سکو اور جھگڑے کی طرح ڈال سکو۔ اور نہ اس علم کی بنا پر اپنی شہرت اور نام و نمود کے لئے مجلسیں جماؤ۔ جو شخص ایسا کرے گا یا ایسا سوچے گا اس کے لئے آگ ہی آگ ہے یعنی اسے مصائب و بلیات (بلائیں) اور رسوائی کا سامنا کرنا ہو گا۔ (سنن ابن ماجہ المقدمہ باب الانتفاع بالعلم)

علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کی بھی خدمت ہو سکے۔ ایک روایت میں حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم کی تلاش میں نکلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور فرشتے طالب علم کے کام پر خوش ہو کر اپنے پَر اس کے آگے بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے زمین و آسمان میں رہنے والے بخشش مانگتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اس کے حق میں دعا کرتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی دوسرے ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث

جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بہت بڑا نصیب اور خیر کثیر حاصل کرتا ہے

بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ میں ... بالکل بے ہودہ سمجھتے تھے لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت میں ان کو نظر آئے۔ اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے لئے ساتھ علم کو بڑھانے کے لئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔ تم نے بہت ہی بے ہودہ باتوں کو چھوڑ کر اس سلسلے کو قبول کیا ہے۔ اگر تم اس کی بابت پورا علم اور بصیرت حاصل نہیں کرو گے تو اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو۔ تمہارے یقین اور معرفت میں قوت کیونکر پیدا ہو گی۔ ذرا ذرا سی بات پر شکوک و شبہات پیدا ہوں گے اور آخر قدم کو ڈگمگا جانے کا خطرہ ہے۔ دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک

تو آج کل (عموماً مسلمانوں میں) ہمارے جو علماء ہیں ان کا یہی حال ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھے رہتے ہیں۔ ذرا سی بات لے کے اپنی علمیت کا رعب ڈالنے کی زیادہ کوشش ہوتی ہے۔ اور جس کا کسی بھی قسم کا فائدہ نہیں ہو رہا ہوتا۔ نہ کوئی علمی نہ روحانی، صرف الجھانے کے لئے لوگوں میں ضد اور انا بھی بن جاتی ہے اور اپنا علم ظاہر کر رہے ہوتے ہیں کہ مجھے اس کا علم ہے، تمہیں نہیں ہے۔ تو احمدیوں کو صرف اس لئے علم حاصل کرنا چاہئے کہ اپنی انا مقصد نہ ہو یا علم کا رعب ڈالنا مقصد نہ ہو بلکہ اس علم کے نور کو پھیلانا اور اس سے فائدہ اٹھانا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا

ہیں۔ انبیاء روپیہ پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑ جاتے بلکہ ان کا ورثہ علم و عرفان ہے جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بہت بڑا نصیب اور خیر کثیر حاصل کرتا ہے۔

(ترمذی کتاب العلم باب فضل الفقہ)

تو علم کی یہ اہمیت ہے، علم حاصل کرنے کے لئے یہاں بھی مغرب میں لوگ آتے ہیں۔ بڑی دُور دُور سے پڑھنے کے لئے ایشین ملکوں سے۔ اگر ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رضا بھی مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے حصول تعلیم کو بھی آسان کر دیتا ہے، ان کے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنی آسانیاں پیدا کر دیتا

جو شخص علم کی تلاش میں نکلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دیتا ہے

تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں، صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 141)

حاصل کرنا مقصد ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واقعہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ جب آپؑ نے ایک عالم سے صرف اس لیے بحث نہیں کی تھی کہ اس کے نقطہ نظر کو آپؑ ٹھیک سمجھتے تھے تو جو لوگ آپؑ کو بحث کے لئے لے گئے تھے انہوں نے بہت کچھ کہا بھی لیکن پھر بھی آپؑ کو جس بات سے اصولی اختلاف تھا وہ آپؑ نے نہ کیا۔ تو آپؑ کے اس فعل سے اللہ تعالیٰ نے بھی خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔ تو بندوں سے کچھ لینے کے لئے علم کا اظہار نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا پیشِ نظر رہنی چاہئے۔ اور جس

ہے کہ اس دنیا میں بھی ان کے لئے جنّت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور احمدی طالب علم خاص طور پر یہاں جو آ رہے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا، ان کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہونا چاہئے کہ انہوں نے تعلیم حاصل کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت چلتے ہوئے تعلیم حاصل کرنی ہے۔ یہاں کی رونقیں اور دوسرے شوق ان کو اس مقصد کے حصول سے ہٹانے والے نہ ہو جائیں۔ یہ نیت ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے یہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنانا ہے اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا ہے۔ اور اگر کوئی حصہ تعلیم اللہ تعالیٰ کے حکم

کے خلاف ہے تو پھر اس کو بھی دنیا پہ واضح کرنا ہے گہرائی میں جا کے بھی علم حاصل کرنا چاہیئے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے مجھے فرمایا کہ یہودیوں کی خط و کتابت کی زبان سیکھو کیونکہ مجھے یہودیوں پر اعتبار نہیں کہ وہ میری طرف سے کیا لکھتے ہیں اور کیا کہتے ہیں۔ زید کہتے ہیں کہ پندرہ دن ہی گزرے تھے کہ میں نے سریانی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ اس کے بعد جب بھی حضور کو یہود کی طرف کچھ لکھنا ہوتا تو مجھ سے لکھواتے

واقفین نو بچے جو تیار ہو رہے ہیں، توجہ ہونی چاہئے تا کہ خاص طور پر ہر زبان کے ماہرین کی ایک ٹیم تیار ہو جائے۔

بہت سے بچے ایسے ہیں جو اب یونیورسٹی لیول تک پہنچ چکے ہیں، وہ خود بھی اس طرف توجہ کریں جیسا کہ میں نے کہا اور جو ملکی شعبہ واقفین نو کا ہے وہ بھی ایسے بچوں کی لسٹیں بنائیں اور پھر ہر سال یہ فہرستیں تازہ ہوتی رہیں کیونکہ ہر سال اس میں نئے بچے شامل ہوتے چلے جائیں گے۔ ایک عمر کو پہنچنے والے ہوں گے۔ اور صرف اسی شعبے میں نہیں بلکہ ہر شعبے میں عموماً جو ہمیں موٹے موٹے شعبے جن میں ہمیں فوراً واقفین زندگی کی ضرورت ہے وہ ہیں

نہ جائیں بلکہ بچوں کو مستقل سمجھاتے رہیں۔ میں یہی مختلف جگہوں پر ماں باپ کو کہتا رہا ہوں کہ اپنے بچوں کو سمجھاتے رہیں کہ تم وقف نو ہو ہم نے تم کو وقف کیا ہے تم نے جماعت کی خدمت کرنی ہے، اور جماعت کا ایک مفید حصہ بننا ہے اس لئے کوئی ایسا پیشہ اختیار کرو جس سے تم جماعت کا مفید وجود بن سکو۔ پھر ایسے بچے بھی ملے ہیں کہ بڑی عمر کے ہونے کے باوجود ان کو یہ نہیں پتہ کہ وہ واقف نو ہیں اور وقف نو ہوتی کیا چیز ہے۔ ماں باپ کہتے ہیں کہ وقف نو میں ہیں۔ پھر بعض یہ کہتے ہیں کہ ماں باپ نے وقف کیا ہے لیکن ہم کچھ اور کرنا چاہتے ہیں تو جب ایسی فہرستیں تیار ہوں

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا

اور جب ان کی طرف سے کوئی خط آتا تو میں حضور ﷺ کو پڑھ کر سناتا تھا۔

(ترمذی، ابواب الادب باب ماجاء فی تعلیم السریانیة)

اس ضمن میں مَیں واقفین نو سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ واقفین نو جو شعور کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور جن کا زبانیں سیکھنے کی طرف رجحان بھی ہے اور صلاحیت بھی ہے، خاص طور پر لڑکیاں، وہ انگریزی، عربی، اردو اور ملکی زبان جو سیکھ رہی ہیں جب سیکھیں تو اس میں اتنا عبور حاصل کر لیں، (مَیں نے دیکھا ہے کہ زیادہ تر لڑکیوں میں زبانیں سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے) کہ جماعت کی کتب اور لٹریچر وغیرہ

مبلغین، پھر ڈاکٹر ہیں، پھر ٹیچر ہیں، پھر اب کمپیوٹر سائنس کے ماہرین کی بھی ضرورت پڑ رہی ہے۔ پھر وکیل ہیں، پھر انجینئر ہیں، زبانوں کے ماہرین کا مَیں نے پہلے کہہ دیا ہے پھر ان کے آگے مختلف شعبہ جات بن جاتے ہیں، پھر اس کے علاوہ کچھ اور شعبے ہیں۔ تو جو تو مبلغ بن رہے ہیں ان کا تو پتہ چل جاتا ہے کہ جامعہ میں جانا ہے اور جامعہ میں جانا چاہتے ہیں اس لئے فکر نہیں ہوتی پتہ لگ جائے گا لیکن جو دوسرے شعبوں میں یا پیشوں میں جا رہے ہوں ان میں سے اکثر کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ اب دوروں کے دوران مختلف جگہوں پر مَیں نے پوچھا ہے تو ابھی تک یا تو بچوں

گی سامنے آ رہی ہوں گی، ہر ملک میں جب تیار ہو رہی ہوں گی تو ہمیں پتہ لگ جائے گا کہ کتنے ایسے ہیں جو بڑے ہو کر جھڑ رہے ہیں اور کتنے ایسے ہیں اور کس ملک میں ایسے ہیں جہاں سے ہمیں مبلغ ملیں گے اور کتنے ایسے ہیں جن میں سے ہمیں ڈاکٹر ملیں گے، کتنے انجینئر ملیں گے یا ٹیچر ملیں گے وغیرہ۔ پھر جو ڈاکٹر بنتے ہیں ان کی ڈاکٹری کے شعبے میں بھی دلچسپیاں ہر ایک کی الگ ہوتی ہیں تو اس دلچسپی کے مطابق بھی ان کی رہنمائی کی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے بھی ملکوں کو مرکز سے پوچھنا ہو گا تا کہ ضرورت کے مطابق ان کو بتایا جائے۔ بعض دفعہ ہوتا ہے کہ کسی نے ڈاکٹر بننا ہے۔

واقفین نو بچے جو تیار ہو رہے ہیں، توجہ ہونی چاہئے... کہ ہر زبان کے ماہرین کی ایک ٹیم تیار ہو جائے

کا ترجمہ کرنے کے قابل ہو سکیں تبھی ہم ہر جگہ نفوذ کر سکتے ہیں۔ مجھے یاد ہے گھانا کے نارتھ میں کیتھولک چرچ تھا، چھوٹی سی جگہ پہ (مَیں بھی وہاں رہا ہوں) تو پادری یہاں انگلستان کا رہنے والا تھا وہ ہفتے میں چار پانچ دن موٹر سائیکل پر بیٹھ کر جنگل میں جایا کرتا تھا۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ تم وہاں کیا کرنے جاتے ہو۔ اس نے بتایا کہ ایک قبیلہ ہے، ان کی باقیوں سے زبان ذرا مختلف ہے اور ان کی آبادی صرف دس پندرہ ہزار ہے اور وہ صرف اس لئے وہاں جاتا ہے کہ ان کی وہ زبان سیکھے اور پھر اس میں بائبل کا ترجمہ کرے۔ تو ہمارے لوگوں کو اس طرف خاص طور پر

نے ذہن ہی نہیں بنایا ہوا 16-17 سال کی عمر کو پہنچ کے بھی، یا پھر کسی ایسے شعبے کا نام لیتے ہیں جس کی فوری طور پر جماعت کو شاید ضرورت بھی نہیں ہے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ مَیں نے پائلٹ بننا ہے۔ پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں تو کھیلوں سے دلچسپی ہے، کرکٹر بننا ہے یا فٹ بال کا پلیئر (Player) بننا ہے۔ یہ تو پیشے واقفین نو کے لئے نہیں ہیں۔ صرف اس لئے کہ بچوں کی صحیح طرح کونسلنگ (Counceling) ہی نہیں ہو رہی ان کی رہنمائی نہیں ہو رہی، اور اس وجہ سے ان کو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی کہ ان کا مستقبل کیا ہے۔ تو ماں باپ بھی صرف وقف کر کے بیٹھ

صرف ایک شعبے میں دلچسپی نہیں ہوتی، دو تین میں ہوتی ہے تو ضرورت کے مطابق رہنمائی کی جا سکتی ہے کہ فلاں شعبے میں جانا ہے تو اب تو اس عمر کو دوسری تیسری کھیپ پہنچ چکی ہے شاید چوتھی بھی پہنچ رہی ہو جہاں مستقبل کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔ تو اس لئے ہر سال باقاعدہ اس کے مطابق نئے سرے سے فہرستیں بنتی رہنی چاہئیں، نئے جو شامل ہونے والے ہیں ان کو شامل کیا جانا چاہئے، جو جھڑنے والے ہیں ان کو علیحدہ کیا جانا چاہئے۔ اس لحاظ سے اب شعبہ وقف نو کو کام کرنا ہو گا۔ پھر جو پڑھ رہے ہیں ان کے بارے میں بھی علم ہونا چاہئے کہ ان میں درمیانے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے

ہم نے واقفین نو بچوں کو پڑھا کے نئے نئے علوم سکھا کے پھر دنیا کے منہ دلائل سے بند کرنے ہیں

درجے کے کتنے ہیں اور یہ کیا کیا پیشے اختیار کر سکتے ہیں، ان کو کیا کام دیئے جاسکتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس کام کو اب بڑے وسیع پیمانے پر دنیا میں ہر جگہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور واقفینِ نو کے شعبے کو مَیں کہوں گا کہ یہ فہرستیں کم از کم ایسے بچے جو پندرہ سال سے اوپر کے ہیں ان کی تیار کرلیں اور تین چار مہینے میں اس طرز پر فہرست تیار ہونی چاہئے۔ کیونکہ میرے خیال میں مَیں نے جو جائزہ لیا ہے جو رپورٹ کے اصل حقائق ہیں، زمینی حقائق جسے کہتے ہیں وہ ذرا مختلف ہیں اس لئے ہمیں حقیقت پسندی کی طرف آنا ہوگا۔ کچھ شعبہ جات تو مَیں نے گنوا دیئے ہیں تو یہ ہی نہ سمجھیں کہ ان کے علاوہ کوئی شعبہ اختیار نہیں کیا جاسکتا یا ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ بعض ایسے بچے ہوتے ہیں جو بڑے Talented ہوتے ہیں، غیر معمولی ذہین ہوتے ہیں ریسرچ کے میدان میں نکلتے ہیں جس میں سائنس کے مضامین بھی آتے ہیں، تاریخ کے مضامین بھی ہیں یا اور مختلف ہیں تو ایسے بچوں کو بھی ہمیں گائیڈ کرنا ہوگا وہی بات ہے جو مَیں نے کہی کہ ہر ملک میں کونسلنگ یا رہنمائی وغیرہ کے شعبہ کو فعال کرنا ہوگا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے تو اس کمال کے لئے کوشش بھی کرنی ہوگی۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل بھی ہوں گے۔ بہرحال بچوں کی رہنمائی ضروری ہے۔ چند ایک ایسے ہوتے ہیں جو اپنے شوق کی وجہ سے اپنے راستے کا تعین کر لیتے ہیں، عموماً ایک بہت بڑی اکثریت کو گائیڈ کرنا ہوگا اور جیسا کہ میں نے کہا گہرائی میں جاکر سارا جائزہ لینا ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ’’میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے۔ اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفے کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفے سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 43)

تو ہم نے واقفین نو بچوں کو پڑھا کے نئے نئے علوم سکھا کے پھر دنیا کے منہ دلائل سے بند کرنے ہیں۔ اور اس تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اصل قرآن کا علم اور معرفت دی ہے، اللہ کرے کہ واقفین نو کی یہ جدید فوج اور علوم جدیدہ سے لیس فوج جلد تیار ہو جائے۔ پھر واقفین نو بچوں کی تربیت کے لئے خصوصاً اور تمام احمدی بچوں کی تربیت کے لئے بھی عموماً ہماری خواتین کو بھی اپنے علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو بھی وقت دینے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اجلاسوں میں اجتماعوں میں، جلسوں میں آکر جو سیکھا جاتا ہے وہیں چھوڑ کر چلے نہ جایا کریں، یہ تو بالکل جہالت کی بات ہوگی کہ جو کچھ سیکھا ہے وہ وہیں چھوڑ دیا جائے۔ تو عورتیں اس طرف بہت توجہ دیں اور اپنے بچوں کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دیں۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جن واقفین نو یا عمومی طور پر بچوں کی مائیں بچوں کی طرف توجہ دیتی ہیں اور خود بھی کچھ دینی علم رکھتی ہیں ان کے بچوں کے جواب اور وقف نو کے بارے میں دلچسپی بھی بالکل مختلف انداز میں ہوتے ہیں اس لئے مائیں اپنے علم کو بھی بڑھائیں اور پھر اس علم سے اپنے بچوں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ باپوں کی ذمہ داریاں ختم ہوگئی ہیں یا اب باپ اس سے بالکل فارغ ہوگئے ہیں یہ خاوندوں کی اور مردوں کی ذمہ داری بھی ہے کہ ایک تو وہ اپنے عملی نمونے سے تقویٰ اور علم کا ماحول پیدا کریں پھر عورتوں اور بچوں کی دینی تعلیم کی طرف خود بھی توجہ دیں۔ کیونکہ اگر مردوں کا اپنا ماحول نہیں ہے، گھروں میں وہ پاکیزہ ماحول نہیں ہے، تقویٰ پر چلنے کا ماحول نہیں تو اس کا اثر بہرحال عورتوں پر بھی ہوگا اور بچوں پر بھی ہوگا۔ اگر مرد چاہیں تو پھر عورتوں میں چاہے وہ بڑی عمر کی بھی ہو جائیں تعلیم کی طرف شوق پیدا کر سکتے ہیں کچھ نہ کچھ رغبت دلا سکتے ہیں۔ کم از کم اتنا ہو سکتا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں اس لئے جماعت کے ہر طبقے کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مرد بھی عورتیں بھی۔ کیونکہ مردوں کی دلچسپی سے ہی پھر عورتوں کی دلچسپی بھی بڑھے گی اور اگر عورتوں کی ہر قسم کی تعلیم کے بارے میں دلچسپی ہوگی تو پھر بچوں میں بھی دلچسپی بڑھے گی۔ ان کو بھی احساس پیدا ہوگا کہ ہم کچھ مختلف ہیں دوسرے لوگوں سے۔ ہمارے کچھ مقاصد ہیں جو اعلیٰ مقاصد ہیں۔ اور اگر یہ سب کچھ پیدا ہوگا تو تبھی ہم دنیا کی اصلاح کرنے کے دعوے میں سچے ثابت ہو سکتے ہیں۔ ورنہ دنیا کی اصلاح کیا کرنی ہے۔ اگر ہم خود توجہ نہیں کریں گے تو ہماری اپنی اولادیں بھی ہماری دینی تعلیم سے عاری ہوتی چلی جائیں گی۔ کیونکہ تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ کئی ایسے احمدی خاندان جن کی آگے نسلیں احمدیت سے ہٹ گئیں صرف اسی وجہ سے کہ ان کی عورتیں دینی تعلیم سے بالکل لاعلم تھیں۔ اور جب مرد فوت ہوگئے تو آہستہ آہستہ وہ خاندان یا ان کی اولادیں پرے ہٹتے چلے گئے کیونکہ عورتوں کو دین کا کچھ علم ہی نہیں تھا، تو اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی اکٹھے ہو کر کوشش کرنی ہوگی تاکہ ہم اپنی اگلی نسل کو بچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر دین کا علم پیدا کرنے اور اگلی نسلوں میں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 406 تا 423)

تعارف کتب

محمد انیس دیالگڑھی

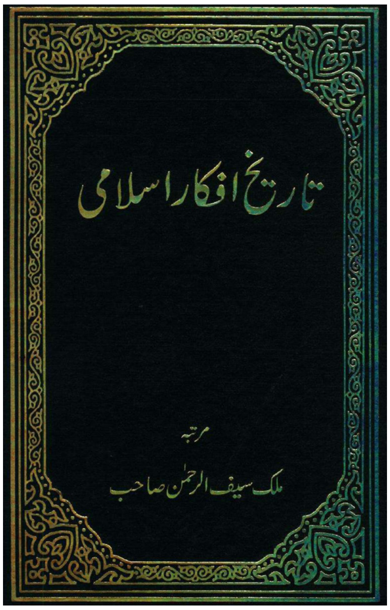

تاریخ افکارِ اسلامی

مرتبہ: مکرم مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب

اسلام کی پہلی صدی کے آخر میں مسلمان سخت انتشار و تفریق کا شکار ہو چکے تھے جس کے اثرات آج تک امّت مسلمہ میں نظر آتے ہیں۔ اسی دور میں مختلف مکاتب فکر نے جنم لیا جن کی مزید کئی شاخیں نکلیں اور یوں تقسیم در تقسیم کی وجہ سے مسلمان فرقوں اور مکاتب فکر کی تعداد بڑھتی گئی۔ ان تمام مکاتب فکر کی تاریخ اور ان کی فکری اور روحانی ترقی اور تنزّل کی داستان جماعت احمدیہ کے ایک بزرگ عالم دین حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم نے رقم فرمائی جو ''تاریخ افکار اسلامی'' کے نام سے شائع ہوئی۔

اس کتاب کے آغاز میں امّت مسلمہ میں اختلاف، تشتّت اور افتراق کا ذکر ہے، پھر اختلاف کے آغاز اور اسباب کا ذکر کرنے کے بعد مسلمان فرقوں پر بحث کی گئی ہے۔ سب سے پہلے اہل سنّت والجماعت اور اس کی ذیلی شاخوں کا ذکر ہے اور پھر دوسرے مکاتب فکر اور فرقوں کا ذکر ہے مثلاً اشاعرہ، سلفیہ، معتزلہ، صوفیاء وغیرہ۔ پھر شیعہ اور ان کے ضمنی فرقوں کا ذکر ہے مثلاً امامیہ، اثنا عشریہ، الباقریہ، فریدیہ وغیرہ۔ اسی طرح برامکہ اور قرامطہ پر بھی بحث ہے۔ آپ نے مختلف فرقوں کا نظریاتی جائزہ پیش کرتے ہوئے جس اصول کو پیش نظر رکھا ہے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مختلف فرقوں کے نظریات کا تاریخی جائزہ پیش کرنے سے پہلے اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ آئندہ صفحات میں جو کچھ کسی فرقہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہو اور کسی جگہ بھی تعصّب یا شنید یا تساہل سے کام نہ لیا جائے۔ ہر فرقہ کے بارہ میں وہی کچھ لکھا جائے جسے وہ فرقہ مانتا ہے لیکن تاریخی حقیقت کے لحاظ سے یہ حتمی دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کوشش پوری طرح کامیاب بھی رہی ہے کیونکہ تاریخ مختلف ادوار میں سے گزرنے اور گردوپیش سے متاثر ہونے کی وجہ سے بڑی حد تک حجاب اکبر بھی ثابت ہوتی ہے اس لئے کسی حقیقت کے کئی پہلوؤں کا تشنۂ وضاحت رہ جانا عین ممکن ہے اور کئی واقعات کی اصلیت سیاق و سباق سے کٹ جانے کی وجہ سے مشتبہ ہوسکتی ہے۔ بہرحال یہ نظریاتی جائزہ اس حسن ظن کی بنیاد پر پیش کیا جارہا ہے کہ جن سابقہ بزرگوں نے اس موضوع پر لکھا وہ اپنی جلالتِ شان اور عظمتِ علم کے لحاظ سے ہر قسم کے تعصّب اور جانبداری سے پاک اور اظہارِ حقیقت کے لئے بڑے، جری اور صادق القول مانے جاتے ہیں اور ان کی ثقاہت کا انکار مشکل ہے''۔ (کتاب ہذا صفحہ 195)

اس کتاب میں ائمہ فقہ کا ذکر بھی تفصیل سے موجود ہے۔ اسی طرح تقص، قصص اور تناسخ پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دلچسپ مناظروں اور مباحثوں کی روداد بھی بیان کی گئی ہے جہاں بعض کی کج بحثی کا علم ہوتا ہے تو یہ بھی صاف نظر آتا ہے کہ دلائل قاطعہ کس کے پاس تھے۔

پھر 19ویں صدی میں اٹھنے والی نئی تحریکوں، نظریات اور ان کے پس منظر کا بھی ذکر ہے۔ سرسید احمد خان کی تحریک، تحریک اتحاد عالم اسلامی، تحریک رابطہ عالم اسلامی، دیوبندی، ندوۃ العلماء لکھنؤ اور جماعت اسلامی وغیرہ۔ کتاب کے آخر میں اس دور کے امام، حکم وعدل اور مہدی دوراں کا ذکر ہے جس کے بعد نبوت کی ضرورت اور ختم نبوت پر بحث کی گئی ہے۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل اور آپؑ کے کارہائے نمایاں پیش کیے گئے ہیں اور آپ کی عظیم الشان پیشگوئیوں کا بھی ذکر ہے جس میں خلافت حقہ اسلامیہ کے قیام اور دائمی ہونے کی خوشخبری بھی شامل ہے اور یہ بھی کہ اب اسلام کی فتوحات اور غلبہ کا وقت شروع ہو گیا ہے یعنی

اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

کتاب کے آغاز میں تو مسلمان یاس و ناامیدی کا شکار ہو کر کفِ افسوس ملتا ہے کہ کس طرح اس قدر جلد مسلمان اختلافات اور تفرقہ کا شکار ہو گئے مگر کتاب کے آخر میں قاری کا دل امید اور رجا اور حمد سے بھر جاتا ہے اور خداوند قادر و توانا کا وعدہ اس کو تسلی، ہمت و استقلال ہی عطا نہیں کرتا بلکہ وہ خدائی وعدوں کو ہر روز پورے ہوتے دیکھتا ہے اور کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ کے تحت ہر روز اس کی تجلی کو اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرتا اور حمد و ثناء کے ترانے گاتا ہے۔

قسط نمبر 1

تزکیہ نفس

مکرم صادق احمد بٹ صاحب، مبلغ سلسلہ ترکی

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2025ء

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہیں کہ مسیح کی وفات کو ثابت کرنے والی ایک جماعت پیدا ہو جائے۔ یہ بات تو ان مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے درمیان آ گئی ہے ورنہ اس کی تو کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا تو یہ ہے کہ ایک پاک دل جماعت مثل صحابہؓ کے بن جاوے... اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک ایسی جماعت بنائے گا جو ہر جہت میں سب پر فوقیت رکھے گی اللہ تعالیٰ ہر طرح کا فضل کرے گا۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص اپنے نفس کا تزکیہ کرے‘‘۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 28)

حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد مقامات پر بڑی شدّت سے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جماعت کے قیام کی اصل غرض وغایت یہی ہے کہ پاک اور باخدا لوگوں کی ایک جماعت قائم ہو۔ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’مَیں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اُس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 151)

جہاں تک اعتقادات کا تعلق ہے تو ہمارے پاس بڑے ٹھوس دلائل ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے براہین قاطعہ سے ہمیں مسلح کیا ہے جن کے سامنے ہمارے مخالفین بالکل لاجواب رہ جاتے ہیں۔ ایسے مضبوط دلائل ہیں جن کے ذریعہ سے ہم عقیدہ کے میدان میں بہت عظیم الشان فتح حاصل کر چکے ہیں۔ چنانچہ پاکستان اور بعض دیگر ممالک میں مخالفینِ احمدیت کا طرزِ عمل ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ جماعت کے مقابل پر دلائل کے میدان میں شکست کھا چکے ہیں۔ لہٰذا وہ احمدیوں پر ایسے مظالم روا رکھے ہوئے ہیں کہ اگر آج ابو جہل اور ابولہب زندہ ہوتے تو ان کی سنگ دلی اور جاہلیت کو یہ مظالم ماند کر دیتے، اور وہ بھی شرم وندامت سے سر جھکا لیتے۔ الغرض حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد صرف وفاتِ مسیح، ختمِ نبوّت یا جہاد وغیرہ سے متعلق غلط عقائد کی اصلاح کرنا نہیں، بلکہ اصل مقصود آپ کے ماننے والوں کی عملی اصلاح ہے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر تاریکی کے زمانے میں انبیاء مبعوث فرمائے۔ تاریخِ ادیان اس بات کی گواہ ہے کہ انبیاء کرام ہی حقیقی مزکّی ہوتے ہیں۔ جب بدعملی اور بداخلاقی دنیا پر راج کرنے لگے، ہر طرف ظلم اور جہالت کا دور دورہ ہو، تو کتاب یا تعلیم خواہ کتنی ہی اعلیٰ ہو، محض اس کی موجودگی اصلاحِ خلق کا معجزہ نہیں دکھا سکتی۔ اس شبِ تاریک میں صرف اور صرف ربّانی مصلح کی بعثت ہی قلوب کو حقیقی ایمان سے منوّر کیا کرتی ہے۔

ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب آخری زمانے کے حالات کا نقشہ کھینچا تو فرمایا کہ اس وقت حقیقی علم و ہدایت مفقود ہو جائے گی۔ یہ سن کر صحابہ نے بڑی حیرانی سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کس طرح ممکن ہے جبکہ کتاب اللہ ہم میں موجود ہے اور ہم اسے آگے اپنی اولادوں کو سکھاتے رہیں گے۔ آنحضرتؐ نے کیا ہی پیارا جواب دیا۔ فرمایا: کیا تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود نہیں ہے۔ لیکن اس نے انہیں کیا فائدہ دیا۔

تزکیۂ نفس کے لئے اطاعتِ امام کی ضرورت

پس جب قرآن وحدیث کی پیشگوئیوں کے مطابق مسلمانوں پر زوال اور ادبار کا دور آیا، ان کی اخلاقی اور عملی حالتیں بگڑ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ’’وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ‘‘ کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غلامِ صادق کو اصلاحِ خلق کا عظیم الشان کام سپرد کیا۔ چنانچہ اِس دور میں سیر وسلوک اور پاکیزگی کی تمام راہیں اِس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی ذاتِ بابرکات سے وابستہ ہیں۔ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

انا خاتم الاولیاء۔ لا ولیّ بعدی۔ الّا الذی هو منّی وعلیٰ عهدی

(خطبہ الہامیہ صفحہ 70، روحانی خزائن جلد 16)

میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہو گا اور میرے عہد پر ہو گا۔

پس اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ فی زمانہ، اللہ تعالیٰ تک رسائی، اِس زمانہ کے مزکّی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہی ممکن ہے۔ نیز آپ کے وصال کے بعد، قرآن کریم اور آنحضرتؐ کی خوشخبریوں کے مطابق

قائم ہونے والی خلافت راشدہ سے منسلک رہ کر ہی ممکن ہے۔ اِس سے الگ رہ کر روحانی ترقیات کے تمام تر ذرائع باطل، اور پاکیزگی کے تمام تر دعاوی جھوٹے ہیں۔

اطاعتِ امام اور تزکیۂ نفس کے باہم تعلق کے بارہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’تزکیۂ نفس کے لئے چلّہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے چلّہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ اَرّہ اور نفی واثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے بلکہ اُن کے پاس ایک اَور ہی چیز تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں محو تھے جو نور آپؐ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہؓ کے قلب پر گرتا تھا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کی بجائے اُن سینوں میں نور بھرا جاتا تھا۔ اس وقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے۔ جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گرتا تزکیۂ نفس نہیں ہو سکتا‘‘۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 174)

یہ بہت اہم نکتہ ہے جو ہمیشہ مدنظر رہنا چاہیے۔ اِس راہ میں خود تراشیدہ وظائف اور طریق بے سود ہیں۔ جس امر کی ضرورت ہے وہ اطاعت اور کامل اطاعت ہے۔ اسی سے دلوں کے زنگ دور ہوتے ہیں اور ذہن وقلب کو جِلا عطا ہوتی ہے۔

تزکیۂ نفس کے لئے معرفتِ الٰہی کی شرط

بزرگانِ سلف نے اپنی اپنی استعداد اور توفیق کے مطابق تزکیۂ نفس جیسے نازک اور اہم موضوع پر قلم اٹھایا، اور اس باب میں امّت کے لئے گراں قدر علمی سرمایہ چھوڑا۔ تاہم خصوصاً فیجِ اعوج کے زمانہ میں تقویٰ اور طہارتِ قلب جیسے امور خشک بحثوں اور محض نظریاتی مباحث کا رنگ اختیار کرتے چلے گئے۔ ایسے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ان سطحی اور فلسفیانہ بحثوں کے دائرے سے نکال کر حقیقت وعمل کے میدان میں لا کھڑا کیا، اور تزکیۂ نفس کے اصول اور طریقوں پر نہایت ہی سادہ وعام فہم انداز میں روشنی ڈالی۔

آپؑ نے یہ زرّیں اصول بیان فرمایا کہ بدیوں اور گناہوں سے نجات اور حقیقی نیکی کے حصول کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ خدا تعالیٰ کی سچی معرفت ہے۔ حقیقی ایمان باللہ اور معرفتِ الٰہی کے بغیر پاکیزگی کے تمام دعاوی بے اصل ہیں، اور اصلاحِ نفس کے تمام منصوبے بے جان خاکے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو‘‘۔ فرمایا: ’’گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے‘‘۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان ہو اور اس کی سچی معرفت حاصل ہو اس کے لئے ممکن نہیں کہ دانستہ گناہ کا ارتکاب کرے۔ آپؑ نے اس حقیقت پر نہایت آسان مثالوں سے روشنی ڈالی۔ فرمایا:

’’سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بَن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اُس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بَن کی طرف اُٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے‘‘۔
(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 66،67)

بدیوں سے اجتناب اور نیکیوں کا حصول

تزکیۂ نفس ایک نہایت وسیع اور متنوّع مضمون ہے۔ طہارتِ نفس کے لئے ایک جہادِ مسلسل کی ضرورت ہے یعنی بدیوں کے خلاف عملاً حالتِ جنگ میں رہنا، اور نیکیوں پر استقامت دکھانا۔ یہ حقیقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انسان جس قدر بدیوں کو چھوڑتا ہے، اُسی قدر نیکیوں کے میدان میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ یُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی لَا انۡفِصَامَ لَہَا یعنی جو لوگ شیطان کی باتوں اور تحریکوں کو رد کرتے ہیں، اور خدا تعالیٰ کی باتوں کو مانتے ہیں۔ تو وہ ایسی قابلِ اعتماد چیز کو پکڑ لیتے ہیں جو کبھی ٹوٹنے کی نہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے کفر بالطاغوت کو رکھا یعنی شیطانی اثرات اور شیطانی تحریکوں کے رد کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد ایمان باللہ یعنی سچے ایمان اور یقین کا۔ اس ترتیب سے بھی عیاں ہے کہ ایمان اور نیکی کی بلندیاں اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب انسان ہر قسم کی بدیوں سے مجتنب رہے اور ہر قسم کی بداعمالی سے گریز کرے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے شرائطِ بیعت مرتب فرمائیں تو ان میں بھی شرک سے اجتناب کے بعد، اور نماز وغیرہ عبادت سے تعلق رکھنے والے امور سے پہلے، مختلف اخلاقی بدیوں سے اجتناب کو رکھا۔ دوسری شرطِ بیعت میں فرمایا کہ بیعت کنندہ یہ عہد کرے کہ ’’جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق وفجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے‘‘۔

پس ہمیں نہایت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک بدیوں سے مکمل اجتناب نہ ہو اُس وقت تک ہمارے نیک اعمال بھی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا اعلیٰ درجہ نہیں پا سکتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ زرّیں ارشاد ہمیشہ مدنظر رہنا چاہیے کہ ’’نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے‘‘۔
(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

مستقل مزاجی

اس دور میں نئے نئے علوم کا انکشاف ہو رہا ہے۔ ایک امریکی مصنف James Clear نے انسانی عادات واطوار پر گہری تحقیق کی اور اس کا نچوڑ Atomic Habits نامی کتاب میں پیش کیا۔ اس مصنف نے ایک اصول پیش کیا جس کا نام اس نے ’’ایک فیصد بہتری کا اصول‘‘ رکھا۔ اس اصول کے مطابق

کسی بھی شعبہ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہر روز، بلاناغہ، چھوٹے چھوٹے مثبت اقدامات کرے۔ ایسے اقدامات جو بظاہر معمولی ہوں، لیکن اگر مستقل مزاجی سے کیے جائیں تو وقت کے ساتھ ایک بڑا فرق پیدا کر دیتے ہیں۔ اپنے مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ اگر انسان روزانہ صرف ایک فیصد بہتری لائے، تو وہ ایک سال میں اپنی حالت میں 37 گنا بہتری لا سکتا ہے۔ گویا اچانک اور فوری کامیابی کی تمنا کی بجائے، اگر انسان صبر، تسلسل اور مستقل مزاجی کے ساتھ آگے بڑھے، تو وقت گزرنے کے ساتھ حیرت انگیز تبدیلیاں لا سکتا ہے۔

یہ باتیں مشاہدات اور تجربات کے اعتبار سے یا پھر ایک نظریہ کے طور پر پیش کئے جانے کی رُو سے تو شاید نئی ہوں گی، لیکن ایک مسلمان کے لئے ایسی نہیں کہ اُس نے پہلے سنی نہ ہوں۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تو آج سے 1500 برس پہلے یہ سنہری اصول بیان فرما دیا تھا کہ إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو پابندی کے ساتھ اور مستقل مزاجی سے کیا جائے، خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا)

پس تزکیۂ نفس کی راہ میں بھی صبر، مستقل مزاجی اور انتھک جدوجہد لازمی شرط ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''اصلاح کے لئے صبر شرط ہے اب آپ غور کریں کہ دنیاوی اور جسمانی رزق کے لئے جس کے بغیر کچھ دن آدمی زندہ بھی رہ سکتا ہے چھ مہینے درکار ہیں۔ حالانکہ وہ زندگی جس کا مدار جسمانی رزق پر ہے اَبدی نہیں بلکہ فنا ہو جانے والی ہے۔ پھر رُوحانی رزق جو رُوحانی زندگی کی غذا ہے جس کو کبھی فنا نہیں اور وہ ابدالآباد کے لئے رہنے والی ہے۔ دو چار دن میں کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ ... (خدا تعالیٰ) کا قانون یہی ہے کہ ہر ایک کام ایک ترتیب اور تدریج سے ہوتا ہے۔ اس لیے صبر اور حُسن ظن سے اگر کام نہ لیا جائے تو کامیابی مشکل ہے ... نہایت ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو حق کی طلب میں نکلے اور پھر حُسنِ ظن سے کام نہ لے۔ ایک گلِ گو ہی کو دیکھو کہ اس کو مٹی کا برتن بنانے میں کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ دھوبی ہی کو دیکھو کہ وہ ایک ناپاک اور میلے کچیلے کپڑے کو جب صاف کرنے لگتا ہے تو کس قدر کام اس کو کرنے پڑتے ہیں۔ کبھی کپڑے کو بھٹی پر چڑھاتا ہے کبھی اس کو صابن لگاتا ہے۔ پھر اس کی میل کچیل کو مختلف تدبیروں سے نکالتا ہے۔ آخر وہ صاف ہو کر سفید نکل آتا ہے اور جس قدر میل اس کے اندر ہوتی ہے سب نکل جاتی ہے۔ جب ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کے لیے اس قدر صبر سے کام لینا پڑتا ہے تو پھر کس قدر نادان ہے وہ شخص جو اپنی زندگی کی اصلاح کے واسطے اور دل کی غلاظتوں اور گندگیوں کو دُور کرنے کے لئے یہ خواہش کرے کہ یہ پھونک مارنے سے نکل جائیں اور قلب صاف ہو جائے۔ یاد رکھو! اصلاح کے لئے صبر شرط ہے ... انسان کی بدقسمتی یہی ہے کہ وہ جلدی کا قانون تجویز کر لیتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ جلدی کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں تو تدریج اور ترتیب ہے تو گھبرا اُٹھتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دہریہ ہو جاتا ہے۔ دہریت کا پہلا زینہ یہی ہے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 109 تا 110)

ترکِ شر اور ایصالِ خیر

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف لطیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں نہایت بصیرت افروز انداز میں انسان کی اخلاقی حالتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے انسانی اخلاق و اعمال کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ وہ ہے جس کا تعلق بدیوں کے ترک سے ہے۔ یہ امور ترکِ شر کے مفہوم میں داخل ہیں۔ اور دوسرا پہلو ایصالِ خیر ہے، یعنی عملی طور پر اپنی طاقت اور قوت سے بنی نوع کو نفع پہنچانا۔ دفعِ شر اور کسبِ خیر کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک موقع پر فرمایا:

''بعض آدمی اتنا ہی سمجھ لیتے ہیں کہ نیکیوں کا کمال اسی قدر ہے کہ جو مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری، زنا، غیبت، بددیانتی، بدنظری وغیرہ موٹی موٹی بدیوں سے بچتے ہیں تو اپنے آپ کو سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نے نیکی کے تمام مدارج حاصل کر لیے ہیں اور ہم بھی کچھ ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اگر غور کر کے دیکھا جاوے تو یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے ... قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترکِ شر کر کے سمجھ لے کہ بس اب میں صاحبِ کمال ہو گیا۔ بلکہ وہ تو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ سے متّصف کرنا چاہتا ہے کہ اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور اُن کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے ... ہاں اوّل بدیوں سے پرہیز کرو۔ اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو اور پھر خدا تعالیٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو۔ جب تک انسان ان دونوں صفات سے متّصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا''۔ (ملفوظات جلد 7، صفحہ 53 تا 54)

پس حقیقی مومن بننے کے لئے دونوں قسم کے اعمال کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اب خاکسار ترکِ شر نیز ایصالِ خیر سے متعلق مختصراً چند امور بیان کرے گا۔

بدظنی سے اجتناب

ایک برائی جس سے معاشرے میں بہت سے فتنے جنم لیتے ہیں بدظنی ہے۔ بدظنی کی شناعت کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں نہایت واضح الفاظ میں یوں فرمایا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو معاشرے میں بہت سی غلط فہمیوں، جھگڑوں اور بے چینیوں کی اصل وجہ بدظنیاں ہی ہوتی ہیں۔ اگر بدظنی کے بیج کو دل میں بو دیا جائے، تو وہ بالآخر ایک ایسے زہریلے پودے کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو پھر بڑھتے بڑھتے ایمان کی کھیتی کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ بدظنی سے بچو، کیونکہ بدظنی

سب سے جھوٹی بات ہے۔ ایک بزرگ کا واقعہ حضرت مسیح موعودؑ نے بارہا بیان فرمایا ہے۔ لکھا ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ مَیں اپنے آپ کو سب سے بدتر سمجھوں گا۔ ایک بار وہ دریا پر گیا تو اس نے دیکھا کہ ایک جوان عورت ہے اور ایک مرد بھی اس کے ساتھ ہے اور دونوں بڑی خوشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں اس نے دعا کی کہ الٰہی! مَیں اس شخص سے تو بہتر ہوں کیونکہ اس نے حیا چھوڑ دیا ہے۔ اتنے میں کشتی آئی اور وہ اس میں سوار ہو گئے سات آدمی تھے وہ غرق ہو گئے وہ شخص جس کو اس نے شرابی سمجھا تھا دریا میں کود پڑا اور چھ کو بچا لایا اور ایک باقی رہا تو اس کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے ایسا گمان کیا تھا اب ایک باقی ہے اسے نکال لا۔ اس وقت اس نے سمجھا کہ یہ تو مجھے ٹھوکر لگی۔ آخر اس سے اصل معاملہ پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تیرے لئے خدا کا مامور ہوں یہ عورت میری والدہ ہے اور جس کو تو شراب کہتا ہے یہ اس دریا کا پانی ہے اور یہاں میں خدا تعالیٰ کے بٹھائے سے بیٹھا ہوں۔ غرض حُسنِ ظن بڑی عمدہ چیز ہے اس کو ہاتھ (سے) نہیں دینا چاہیے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 277)

ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں... یہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے۔ انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صدیقوں کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے۔ اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوءظن پیدا ہو، تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے، تا کہ اس معصیت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنے والا ہے''۔ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 7، صفحہ 249)

حضورؑ کا یہ ارشاد بھی بڑا قابلِ غور ہے جو فرمایا کہ یہ ایسی معصیت ہے جس کے نتائج بڑے خطرناک ہیں۔ بدظنی کے مہلک نتائج کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''بدظنی ایسی خطرناک چیز ہے کہ جو شخص اس کو اختیار کرتا ہے وہ اسی حد تک نہیں رہتا کہ اپنے بھائی پر بدظنی کر کے ٹھہر جائے بلکہ وہ ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ آخر خدا تعالیٰ پر بھی بدظنی کرتا ہے... یہ مت خیال کرو کہ تم جب اپنے کسی بھائی پر بدظنی کرتے ہو تو خلیفہ جسے خدا کا بنایا ہوا سمجھتے ہو اُس پر نہیں کرو گے''۔

اس بات کا تصور ہی ہر سچے احمدی کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ فرمایا: ''جب ایک قدم اُٹھاتے ہو تو دوسرا قدم اُٹھانا تمہارے لئے آسان ہو جاتا ہے اور جب خلیفہ پر بدظنی کرو گے تو اس سے اگلا قدم رسول اللہ ﷺ پر بدظنی کرنا ہو گا اور جب رسول اللہ ﷺ پر کرو گے تو اس سے آگے خدا تعالیٰ تک پہنچو گے''۔

(اصلاح نفس، انوار العلوم جلد 5 صفحہ 431 تا 433)

تکبر اور انانیت

پھر تکبر اور انانیت کا مرض ہے، یہ بھی نیکیوں کی قبولیت میں بہت بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے ایک مرتبہ تین امور کا ذکر فرمایا کہ یہ تین چیزیں تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ ان میں اوّل نمبر پر تکبر کو رکھا۔ پس جب تک ہم اپنے بھائیوں کے متعلق اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کے خیالات کو ترک نہیں کریں گے، ہم نہ تو بدیوں سے نجات پا سکتے ہیں اور نہ ہی مقبول نیکیوں کی توفیق حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم تو اُس بزرگ مسیح کی بیعت میں شامل ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا: ''تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں''۔ (تذکرہ صفحہ 595 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) اپنی جماعت سے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی یہی توقع تھی کہ وہ بھی انہی عاجزانہ راہوں پر قدم ماریں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضی مولیٰ اسی میں ہے

نیز حضورؑ تکبر سے ہوشیار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے... شیطان نے بھی تکبر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور مردود ہو گیا۔ اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 58، 59)

اس جگہ حضور نے اس امر کی طرف بھی اشارہ فرمایا کہ اپنی ضِد پر اَڑ جانا شیطان کی صفت ہے، جبکہ لغزش سرزد ہونے پر غلطی کا اعتراف کرنا خدا تعالیٰ کے نبی کی سیرت۔ یہ امر ہمیں باہمی تعلقات میں بالخصوص یاد رکھنا چاہئے۔ بہت سے جھگڑے اور ناراضگیاں اس وجہ سے بھی طول پکڑ جاتی ہیں کہ انسان اپنی ضد اور اَنا پر اَڑ جاتا ہے اور کبر اور اَنانیت صلح کی طرف قدم بڑھانے میں ایک مضبوط دیوار کی طرح حائل ہو جاتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں تکرار ہو گئی جو اس قدر بڑھی کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا کرتہ پکڑ لیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ اس کو چھڑا کر جانے لگے تو آپ کا کرتا پھٹ گیا۔ دونوں وہاں سے اپنی اپنی راہ چل دیئے۔ دونوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آنحضورؐ کی خدمت میں جا کر دوسرے کی شکایت کی جائے۔ چنانچہ وہ دونوں آنحضورؐ کی طرف شکایت کی غرض سے چل تو پڑے لیکن صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم کے لئے کیسے ممکن تھا کہ وہ اس حالت پر قائم رہتے۔ راستے میں جلد ہی دونوں کے دل میں ندامت پیدا ہو گئی۔ آنحضورؐ کی مجلس میں پہنچنے تک کیفیت یہ ہو چکی تھی کہ بجائے شکایت کے دونوں اپنی غلطی کا اقرار کرنے لگے اور معافی مانگنے لگے۔ تو مومنانہ شان یہ ہے۔ اور اگر ہم واقعی ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں تو ہمیں بھی انہی بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنا ہو گا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے، آپؑ نے فرمایا: ''تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح

باقی صفحہ 35 پر

مکرم ذیشان محمود صاحب، مبلغ سلسلہ سیرالیون

بحرِ عرفاں میں تم غوطے لگاؤ ہر دم

انسان نے جب سے شعور کی آنکھ کھولی ہے، علم کی جستجو اس کی سرشت میں شامل رہی ہے۔ ابتدا میں یہ علم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا، مگر وقت کے ساتھ جب انسان نے لکھنے کا فن سیکھا تو کتاب نے علم محفوظ کرنے اور اگلی نسلوں تک پہنچانے کا ذریعہ بن کر ایک انقلابِ عظیم برپا کر دیا۔ آج بھی کتاب انسان کی بہترین دوست بن کر ذہن کو روشن، کردار کو مضبوط اور شخصیت کو باوقار بنا رہی ہے۔ اس تیز رفتار دور میں، جہاں ٹیکنالوجی نے معلومات کو انگلیوں کی جنبش میں سمیٹ دیا ہے، وہاں کتب بینی کی اہمیت کم نہیں ہوئی بلکہ مزید بڑھ گئی ہے۔

کتاب علم سیکھنے کا بہترین ذریعہ ہے اور علم کی اہمیت تو قرآن اور حدیث سے بھی مسلّم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ کہہ کر پہلا سبق ہی علم حاصل کرنے کا دیا۔ اسی طرح رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا کی دعا کے ذریعہ بھی علم حاصل کرنے کی اہمیت بتائی۔ نیز آنحضور ﷺ نے فرمایا طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی) پھر فرمایا علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے تمہیں چین جانا پڑے۔ یہاں دراصل یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے اگر دُور دراز کا سفر کرنا پڑے یا بڑی سے بڑی تکلیف بھی اٹھانی پڑے تو بھی علم حاصل کرنا چاہیے۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علماءِ حدیث آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث سننے کے لئے سینکڑوں میل کا سفر کیا کرتے تھے۔

قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے علم کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے مختلف علوم میں مہارت حاصل کی اور ایک عظیم اسلامی تہذیب کی بنیاد رکھی۔ اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ہمیں علم و معرفت میں کمال حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور علم حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن کریم کو قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

حضرت مسیح موعودؑ کے مطالعہ کے شوق کا اندازہ آپؑ کتب کی فہرست سے ہوتا ہے جو آپ نے کم از کم معیار ٹھہرایا ہے۔ آپؑ اپنے مطالعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا''۔

(پیغام صلح (یادداشتیں)، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 484)

آپ کے بڑے فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ: ''آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے''۔ وہ کہتے ہیں کہ ''مَیں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو''۔ (حیات طیبہ صفحہ 14)

پس قرآن ہی وہ بنیاد ہے جو ایک مسلمان اور احمدی مسلمان کو خصوصاً مطالعہ کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ حال ہی میں مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے نارتھ ایسٹ ریجن کے ایک وفد سے ہونے والی ایک ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی مثال پیش فرمائی کہ وہ کس طرح قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کرتے رہے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 ستمبر 2025ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہمارے نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی انسان کامل دنیا میں نہیں گزرا لیکن آپ کو بھی رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا (طٰہٰ:115) کی دعا کی تعلیم ہوئی تھی۔ پھر اور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 522 طبع 2018ء)

پھر مطالعہ کتب کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ جس کو علم نہیں ہوتا مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 230 طبع 2018ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا بے پناہ علمی ذوق بڑے بڑے علماء و مفکرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا تھا۔ آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا اور اس شوق میں آپ نے بے شمار روپیہ خرچ کر کے اپنی ذاتی لائبریری بنائی تھی جس میں تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، فقہ، اصول فقہ، کلام، تاریخ، تصوف، سیاست، منطق، فلسفہ، صرف و نحو، ادب، کیمیا، طب، علم جراحی، علم ہیئت اور دیگر مذاہب وغیرہ کی نادر کتب موجود تھیں۔ اِن میں کئی قلمی نسخے بھی تھے۔ آپ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ خود اپنے خرچ پر حضرت مولوی غلام نبی مصری صاحبؓ کو مصر بھجوا کر وہاں کی بعض قلمی کتابوں کی نقول منگوائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا یہ ذاتی کتب خانہ ہی زیادہ تر جماعتی ضرورتوں میں کام آتا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی بعض تحریرات میں آپ کے کتب خانہ کی بہت تعریف فرمائی ہے اور یہ سب کچھ ایک نہایت محدود ذرائع والے انسان کے ذاتی ذوق و شوق کا ثمرہ تھا۔

آپؓ کا اپنا یہ عالم تھا کہ ابتدائی زمانہ میں رامپور میں آپ دو تین برس رہے اور ممکن ہے یہ قیام اور بھی لمبا ہو جاتا مگر کثرت مطالعہ سے آپ کو سُہر کا مرض لاحق ہوگیا۔

(حیاتِ نور صفحہ 23)

فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے کتاب عبقات الانوار کے دیکھنے کا بڑا شوق ہوا جو حدیث مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوۡلَاہُ کی بحث پر ہے اور میر حامد حسین صاحب نے 700 صفحات سے زیادہ پر لکھی ہے۔ ایک میر نواب نام لکھنؤ کے شیعہ وہاں طبیب تھے اور میں نے سُنا کہ یہ کتاب اُن کے پاس ہے۔ میں نے اُن سے طلب کی تو انہوں نے کہا کہ رات کے دس بجے آپ لیں اور صبح کے چار بجے واپس کر دیں تو میں دے سکتا ہوں۔ میں سمجھا کہ یہ میری دن بھر برابر کام کرنے کی عادت سے واقف ہیں۔ انہوں نے سوچا ہوگا کہ دن بھر کا تھکا ہوا رات کو سو جائے گا۔ کتاب کو کیا دیکھ سکے گا؟ بہرحال مَیں نے رات کے دس بجے وہ کتاب منگوائی اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مَیں جب اس کے مطالعہ اور خلاصہ اور نقل سے فارغ ہو گیا تو میں نے اپنے ملازم کو آواز دی اور پوچھا کہ اب کیا بجا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ابھی چار نہیں بجے۔ میں نے کہا کہ حکیم نواب صاحب کی یہ کتاب دے آؤ۔

(حیات نور 133،132)

آپؓ فرماتے ہیں:

''کتابوں کو جمع کرنے اور ان کے پڑھنے کا شوق جنون کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ میرے مخلص احباب نے بسا اوقات میری حالت صحت کو دیکھ کر مجھے مطالعہ سے باز رہنے کے مشورے دیئے۔ مگر میں اس شوق کی وجہ سے ان کے دردمند مشوروں کو عملی طور پر اس بارہ میں مان نہیں سکا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہزاروں ہزار کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی وہ راہ جس سے مولیٰ کریم راضی ہو جاوے اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہیں ملتی۔ ان کتابوں کے پڑھ لینے اور ان پر ناز کر لینے کا آخری ڈپلومہ کیا ہو سکتا ہے۔ یہی کہ فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ''۔

(حقائق الفرقان جلد 5 صفحہ 111)

آپ کے شوق مطالعہ کا علم ایک اور واقعہ سے ہوتا ہے،

آپؓ فرماتے ہیں:

''میں نے ایک مرتبہ جرمن کے عربی جاننے والے پروفیسروں کو لکھا کہ وہ کون کون سی کتابیں ہیں جن کے پڑھنے سے زبان عربی بہت اعلیٰ درجہ کی آجائے۔ انہوں نے جن کتابوں کے نام لکھ کر بھیجے، ان میں یہ کتابیں بالاتفاق سب نے لکھیں۔ القرآن، البخاری، المسلم، امام شافعی کی کتاب امّ، احیاء العلوم، جاحظ کی کل کتابیں، مبرد کی کتاب کامل، عقد الفرید، سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری، فتوح البلدان، تقویم البلدان، مقدمہ ابن خلدون، شفاء، رحلۃ ابن بطوطہ، الف لیلیٰ، کلیلہ دمنہ، سبع معلقہ، حماسہ، اغانی، دیوان جریر، سقط الزند، قانون بوعلی سینا''۔

(حیات نور 136)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نزدیک علم حاصل کرنے کی اس قدر اہمیت تھی کہ کشمیر کی ملازمت کے دوران شاہی طبیب کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہونے کے باوجود آپؓ نے ایک معمولی پنڈت سے آیورویدک طب پڑھنا شروع کر دی تھی اور اس پنڈت کی آپ بہت عزت کیا کرتے تھے۔ حیات نور میں ایڈیٹر صاحب اخبار نور کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے بارے میں تحریر ہے:

''تقریباً چھ ماہ کی بات ہوگی کہ حضورؓ نے مجھے فرمایا کہ ہم گرنتھ پڑھنا چاہتے ہیں۔ اردو میں نہیں گورمکھی میں۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں تمہارے پاس جا سکوں۔ تم مجھے گورمکھی پڑھا دو۔ چنانچہ حضورؓ نے اردو اور گورمکھی ہر دو گرنتھ منگوائے اور باقاعدہ گورمکھی پڑھنا شروع کی۔ دو چار روز میں حضورؓ نے خاصی مہارت پیدا کر لی۔ اگر آپ کو کچھ موقع ملتا تو اس میں کلام نہیں کہ آپ گرنتھ پر عبور کر لیتے''۔ (حیات نور صفحہ 686،685)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ علم کے حصول کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس کی موٹی مثال ہمیں رسول کریم ﷺ کی مقدس ذات میں ملتی ہے۔ آپ کو پچپن چھپن سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ الہاماً فرماتا ہے کہ قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا... تجھے ہماری ہدایت یہ ہے کہ تو ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہ کہ خدایا میرا علم اَور بڑھا۔ میرا علم اَور بڑھا۔ پس مومن اپنی زندگی کے کسی مرحلہ میں بھی علم سیکھنے سے غافل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں وہ ایک لذت اور سرور محسوس کرتا ہے... دیکھ لو حضرت ابراہیمؑ بڑی عمر کے آدمی تھے مگر پھر بھی کہتے ہیں رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ

الْمَوْتٰی... جب حضرت ابراہیمؑ نے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ ابراہیم تو تو پچاس ساٹھ سال کا ہو چکا ہے اور اب یہ بچوں کی سی باتیں چھوڑ دے۔ بلکہ اس نے بتایا کہ ارواح کس طرح زندہ ہوا کرتی ہیں۔ پس ہر عمر میں علم سیکھنے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ الٰہی میرا علم بڑھا۔ کیونکہ جب تک انسانی قلب میں علوم حاصل کرنے کی ہر وقت پیاس نہ ہو اس وقت تک وہ کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتا''۔ (تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 469 تا 471)

حضورؓ جماعتی اخبارات ورسائل کے مطالعہ کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں: ''خصوصیات سلسلہ کے لحاظ سے یہاں کے اخباروں میں سے دو اخبار الفضل ومصباح کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس سے نظام سلسلہ کا علم ہوگا۔ بعض لوگ اس وجہ سے ان اخباروں کو نہیں پڑھتے کہ ان کے نزدیک ان میں بڑے مشکل اور اونچے مضامین ہوتے ہیں ان کے سمجھنے کی قابلیت ان کے خیال میں ان میں نہیں ہوتی۔ اور بعض کے نزدیک ان میں ایسے چھوٹے اور معمولی مضامین ہوتے ہیں وہ اسے پڑھنا فضول خیال کرتے ہیں۔ یہ دونوں خیالات غلط ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کبھی کوئی لائق استاد بھی ملا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ایک بچے سے زیادہ کوئی نہیں ملا۔ اس نے مجھے ایسی نصیحت کی کہ جس کے خیال سے میں اب بھی کانپ جاتا ہوں۔ اس بچے کو بارش اور کیچڑ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر میں نے اسے کہا۔ میاں کہیں پھسل نہ جانا۔ اس نے جواب دیا: امام صاحب! میرے پھسلنے کی فکر نہ کریں اگر میں پھسلا تو اس سے صرف میرے کپڑے ہی آلودہ ہوں گے مگر دیکھیں کہ کہیں آپ نہ پھسل جائیں آپ کے پھسلنے سے ساری امت پھسل جائے گی۔ پس تکبّر مت کرو اور اپنے علم کی بڑائی میں رسائل اور اخبار کو معمولی نہ سمجھو۔ قوم میں وحدت پیدا کرنے کے لئے ایک خیال بنانے کے لئے ایک قسم کے رسائل کا پڑھنا ضروری ہے''۔

(مستورات سے خطاب، انوار العلوم جلد 11 صفحہ 67)

تصنیف کے کام کو اچھی کتابوں کا مہیا ہونا اور مطالعہ کی سہولتیں لازم ہیں۔ چنانچہ اس قومی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ (اس وقت آپ خلیفہ نہ تھے) کی تحریک پر انجمن تشحیذ الاذہان نے قادیان میں پہلا دار المطالعہ قائم کیا۔ اس تحریک کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحبؓ لکھتے ہیں:

''اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے لازمی ہے کہ ہم اس تمام ذخیرہ کتب کو جمع کریں جو ہمارے مذہبی علوم کے سیکھنے میں کارآمد ہو سکتے ہیں۔ مگر قادیان میں اس قسم کی کوئی لائبریری نہیں جہاں بیٹھ کر احمدی خواہ قادیان کے یا باہر کے آئے ہوئے کسی وقت کتب دینیہ کے مطالعہ سے اپنے ذخیرہ معلومات کو بڑھا سکیں، اس لئے انجمن تشحیذ الاذہان نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس ضرورت کو پورا کرے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ سے ایک دار الکتب یا لائبریری کھولنے کی صلاح ہے جو دن کے اکثر حصہ میں کھلا رہے گا اور وہ لوگ جو قادیان آتے ہیں بجائے اپنا وقت کسی اور جگہ لگانے کے اس جگہ بیٹھ کر دینی علوم میں ترقی کر سکیں گے۔ اس کتب خانہ میں حضرت اقدس کی کل کتب اور اشتہار اور دیگر تمام احمدیوں کی کتابیں خواہ کسی زبان میں ہوں رکھی جائیں گی اور اس کے علاوہ کتب حدیث اور تاریخ وغیرہ بھی رکھی جائیں گی''۔

(سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 237)

سو حضرت مصلح موعودؓ نے اس بارے میں آغاز سے ہی عملی کاوشیں کیں۔ آپ نے متعدد انجمنیں اور مجالس قائم فرمائیں۔ انجمن تشحیذ الاذہان، انجمن انصار اللہ، مجلس ارشاد، لجنہ اماء اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے قیام کی بنیادی اغراض میں مطالعہ اور کتب بینی کو فروغ دینا بھی شامل تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ اپنی زندگیاں اس نمونہ کے مطابق ڈھالیں اور انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ اپنی نسلوں کی صحیح طور پر تربیت کریں، اپنے گھروں میں بچوں کو اسلام سکھائیں، قرآن پڑھائیں، پیارے رسول ﷺ کی باتیں ان کے کانوں میں ڈالیں، محمدؐ کے سب سے بڑے عاشق حضرت مہدی کی باتیں ان تک پہنچائیں مہدیؑ کی کتب کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنی نسلوں کو بھی کروائیں تاکہ جو ہماری ذمہ داری ہے کہ ساری دنیا میں اسلام غالب ہو اس ذمہ داری کو ہم کماحقہ ادا کر سکیں اور اپنے خدا کے حضور سُرخرو ہو جائیں''۔ (سبیل الرشاد جلد دوم صفحہ 390)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جیسی نابغہ روزگار علمی شخصیت بڑے بڑے علما وفضلا پر رعب طاری کر دیتی۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''بچپن میں جب حضرت مسیح موعودؑ کا لٹریچر آنحضرتؐ اور اسلام کے دفاع میں پڑھا کرتا تھا تو میں خدا تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے خدا! جس طرح حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد ﷺ کی عزت کی حفاظت میں سینہ سپر ہو جاتے ہیں مجھے بھی یہ توفیق دے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دفاع میں اسی طرح کروں۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول کیا''۔

(الفضل انٹرنیشنل 29 اگست تا 4 ستمبر 1997ء)

احباب جماعت کو مطالعہ کا ذوق پیدا کرنے کے لیے ذیلی تنظیمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی سے کتب مقرر کرتی ہیں۔ حال ہی میں ہونے والی ملاقاتوں میں اس طریق سے حقیقی فائدہ اٹھانے سے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رہنمائی فرمائی ہے۔

جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کی بابت حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک سال کے لیے یا سال میں ایک دو کتابیں prescribe کی جاتی ہیں۔ اس حوالے سے دریافت فرمانے پر عرض کیا گیا کہ امسال مقرر کردہ کتاب ''برکات الدعا'' ہے۔ یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے ہدایت فرمائی کہ تو اس کے تھوڑے تھوڑے passages نکال کے لجنہ کو بھیجیں جو ہر ایک کو چلا جائے۔ وہ پڑھیں اور جب وہ پڑھیں گی تو ان کو سمجھ آئے گی، اگر ان کو سمجھ نہیں آتی تو اس کو سمجھائیں، explain کریں اور پھر جب وہ سمجھ جائیں تو وہ اپنے بچوں کو بھی سمجھائیں۔ حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ یہ صرف تنظیم کا کام نہیں ہے، بلکہ یہ consolidated کوشش ہوتی ہے، جو ماؤں، تنظیم اور جماعت سب کی مل کے ہوتی ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل 23 اکتوبر 2025ء)

مکرم عرفان احمد خان صاحب

جماعت احمدیہ جرمنی کے چار ممبران کا اعزاز

جرمنی میں رائج جمہوری نظام کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ یہاں ہر چار سال بعد وفاق سے لے کر بلدیہ تک بڑی باقاعدگی سے انتخابات کا انعقاد اور اس کے نتائج کو تسلیم کیا جانا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جرمنی میں آباد دوسری قومیتوں کے مسائل جاننے اور ان کے حل کے لئے بھی ہر شہر میں پانچ سال بعد غیرملکیوں کو اپنا ایک مشاورتی بورڈ منتخب کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے جس کے ممبران کی تعداد کا انحصار شہر میں موجود غیرملکیوں کی آبادی کے تناسب سے رکھا جاتا ہے۔اس نظام کو جرمن زبان میں Ausländerbeirat کہاجاتاہے۔دوسری قومیتوں کو اس مشاورتی نظام کا حصہ بنانے کا آغاز 1972ء میں ویزبادن سے ہوا تھا جو رفتہ رفتہ اب سارے جرمنی میں رائج ہے۔منتخب ہونے والے افراد صوبائی درجہ پر اپنی ایک کابینہ اور اس کے سربراہ کا انتخاب کرتے ہیں جو صوبائی حکومت کے سامنے غیرملکیوں کے مسائل اور ان کے حل کا ذمہ دار ہوتا ہے۔فرانکفرٹ صوبہ ہیسن کا ایک اہم شہر ہے اور ہیسن میں صوبائی سطح کے مشاورتی بورڈ کو AGAH کا نام دیا گیا ہے یعنی Arbeitsgemeinschaft der Ausländerbeiräte۔اس کے سات ممبران ہیں جن کا تعلق روس،ترکی،یونان اور شام سے ہے۔ان کا چناؤ اڑھائی سال کے لئے کیا جاتا ہے جبکہ شہروں میں ممبران مشاورتی بورڈ کی مدت پانچ سال ہے۔20 نومبر کو صوبہ ہیسن کی وزیر ثقافت Frau Hoffman اور AGAH کے صدر Herr Enis Gülegen نے صوبائی پارلیمنٹ ہاؤس میں ان تمام ممبران مشاورتی بورڈ کو خصوصی سرٹیفکیٹ اور اعزازات سے نوازا۔صوبہ ہیسن کے 80 شہروں میں غیرملکیوں کے مشاورتی بورڈ قائم ہیں جن میں ایسے ممبران جو 20 سال یا اس سے زائد مدت سے اپنے علاقے میں خدمت کر رہے ہیں ان کو اعزاز سے نوازا گیا۔اس کے لئے تین گروپ بنائے گئے تھے۔ چالیس سال سے زیادہ خدمت کرنے والے، تیس سال سے زائد اور تیسرا گروپ بیس سال سے زائد وقت سے منتخب ہو کر خدمت کرنے والوں کا تھا۔اس پروقار تقریب میں اعزازات دیئے جانے سے قبل وزیر ثقافت نے ان امور کی تفصیل بیان کی جو AGAH کے ساتھ مل کر یا اس کے کہنے پر صوبائی حکومت نے مکمل کئے۔

اعزاز حاصل کرنے والوں میں چار پاکستانی احمدی احباب بھی شامل تھے۔مکرم محمد شریف خالد صاحب جو 1960ء کی دہائی سے جرمنی میں مقیم ہیں اور مختلف عہدوں پر جماعتی خدمت کی توفیق پاتے رہے ہیں، آپ کو 28 سال سے مسلسل اپنے شہر ڈیٹسن باخ سے منتخب ہونے پر اعزاز سے نوازا گیا۔یاد رہے کہ محترم محمد شریف خالد صاحب حکومت پاکستان سے تمغہ خدمت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ مکرم ظفر اقبال منیب صاحب (روڈ گاؤ) پچیس سال سے، مکرم ریحان رشید صاحب (Gustavburg) اور مکرم ارشد احمد شہباز صاحب (ڈارمشٹڈ) کو بیس بیس سال سے منتخب ہونے پر اعزاز حاصل کرنے والوں میں شامل تھے۔ احباب جماعت کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس تقریب میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے بھی شرکت کی۔

اعزازات کی تقسیم کے بعد تمام مہمانوں کے لئے اسمبلی ہال سے منسلک کمرہ میں ضیافت کا اہتمام تھا۔اللہ تعالیٰ ان چاروں احمدیوں کو یہ اعزاز مبارک کرے، آمین۔

دائیں سے بائیں: مکرم ظفر اقبال منیب صاحب، مکرم محمد شریف خالد صاحب، جناب Enis Gülegen صاحب، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، مکرم ارشد احمد شہباز صاحب، مکرم ریحان رشید صاحب

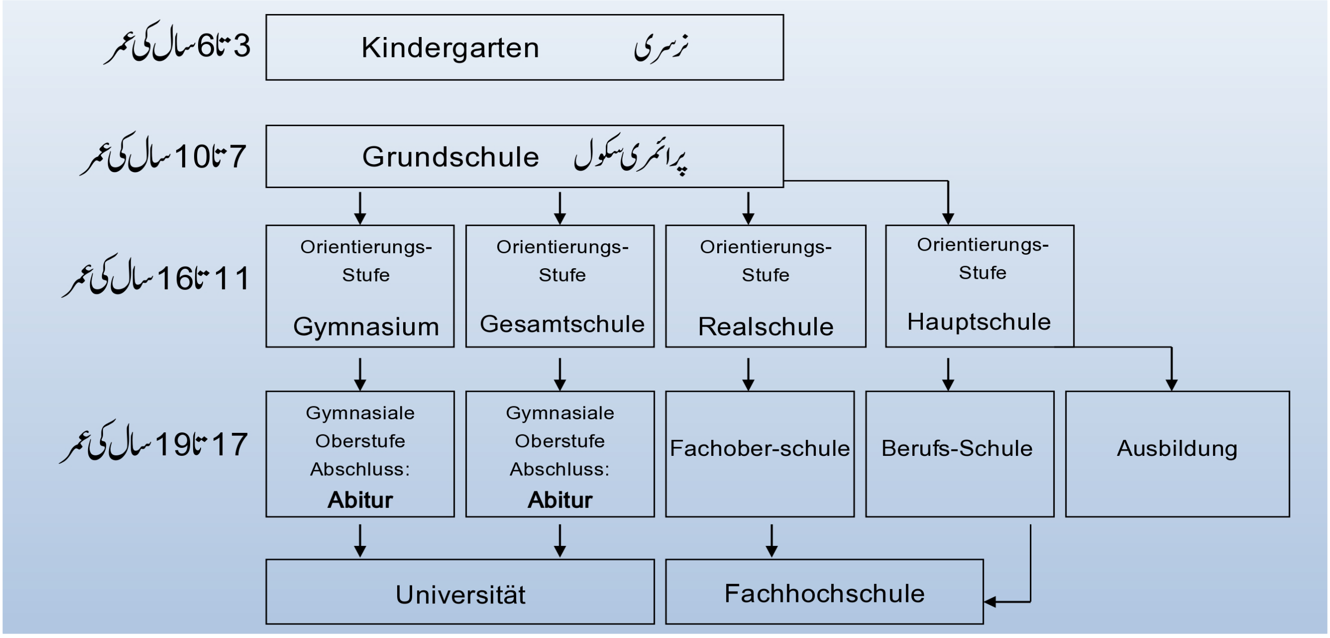

مکرم وسیم احمد غفار صاحب، سیکرٹری تعلیم

جرمن نظام تعلیم

جرمنی کا نظامِ تعلیم دنیا میں اپنی ساخت اور تنوّع کے سبب ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ یہ نظام بچوں اور نوجوانوں کو ایسے مختلف راستے فراہم کرتا ہے جن سے وہ اپنی دلچسپیوں، صلاحیتوں اور مستقبل کے منصوبوں کے مطابق آگے بڑھ سکیں۔ جرمنی میں کنڈر گارٹن کے فوراً بعد بچے پرائمری سکول بھیج دیے جاتے ہیں۔ تاہم جن بچوں میں کوئی جسمانی معذوری، نفسیاتی مسائل یا دماغی کمزوری ہو، ان کے لئے خصوصی سکولوں (Sonderschule) کا انتظام ہے۔

جہاں تک اس قسم کے سکول کے وجود کا تعلق ہے تو یہ معاشرہ کی ایک اہم ضرورت ہے لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اوقات بچوں کو غیر ضروری طور پر ایسے سکولوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے بچے اس کا نشانہ بنتے ہیں جنہیں زبان پر پوری طرح عبور نہیں ہوتا اور قوانین سے بھی پوری طرح واقفیت نہیں ہوتی۔ ایسی صورت حال میں والدین کو ماہرین سے رابطہ کرنا چاہئے تا کہ بروقت کارروائی کر کے بچوں کا مستقبل محفوظ بنایا جا سکے۔ ہماری جماعت میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں جہاں بچوں کو کُند ذہن سمجھ کر ایسے سکولوں میں داخل کیا گیا لیکن والدین کی پُر زور حمایت، کوششوں اور دعاؤں سے وہ بچے سنبھل گئے اور بعد میں نارمل سکولوں میں تعلیم جاری رکھنے کے قابل ہو گئے، فالحمدللہ۔

طلبہ چارسالہ پرائمری اسکول کے بعد ''سیکنڈری لیول'' میں داخل ہوتے ہیں جہاں ان کے سامنے تعلیم کے کئی راستے کھلتے ہیں۔ ہر راستہ مختلف مقاصد رکھتا ہے لیکن ان سب میں یہ مقصد مشترک ہے کہ طلبہ کو ایسے مواقع فراہم کیے جائیں جو انہیں پیشہ ورانہ زندگی یا اعلیٰ تعلیم کے لیے تیار کریں۔

جرمنی کے سیکنڈری تعلیم کے نظام میں سب سے کم معیاری راستہ Hauptschule ہے، جو طلبہ کو عام بنیادی تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی اور پیشہ ورانہ امور سے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔ یہ اسکول عام طور پر پانچویں سے نویں کلاس تک ہوتا ہے اور آخر میں Hauptschulabschluss یعنی بنیادی اسکول کی سند دی جاتی ہے۔ اس سند کے بعد طلبہ تین سالہ Dual Vocational Training شروع کر سکتے ہیں، جو بیکنگ، پینٹنگ، گاڑیوں کی مرمت، صفائی، تعمیرات اور دیگر ہنروں میں کی جاتی ہے۔ پیشہ ورانہ تربیت مکمل ہونے کے بعد طلبہ ووکیشنل سکول جا کر مزید اعلیٰ سند حاصل کر سکتے ہیں، جس سے University of Applied Sciences میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی طالب علم نویں کلاس کے بعد تعلیم جاری رکھنا چاہے تو وہ Realschule یا Gesamtschule میں بھی داخل ہو سکتا ہے۔

Realschule نسبتاً وسیع بنیادی تعلیم فراہم کرتا ہے۔ یہ پانچویں سے دسویں کلاس تک ہوتا ہے اور اس کا اختتام Mittlere Reife یعنی درمیانی سطح کے سرٹیفکیٹ پر ہوتا ہے۔ یہ سرٹیفکیٹ طلبہ کے لیے مختلف راستے کھولتا ہے، مثلاً وہ ووکیشنل کالجز، ٹیکنیکل و سیکنڈری سکولز، ووکیشنل ٹریننگ اور اَپر سیکنڈری لیول میں جا سکتے ہیں۔ اسی طرح وہ کسی Vocational Gymnasium

یا عام Gymnasium کی کلاسز میں بھی داخلہ لے سکتے ہیں۔ اس کے بعد طلبہ چاہیں تو Fachhochschulreife یعنی اعلیٰ تعلیم کے لیے اہلیت بھی حاصل کر سکتے ہیں یا سرکاری محکموں میں درمیانی درجے کی ملازمتوں کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔اس طرح Realschule نہ صرف ڈگری فراہم کرتا ہے بلکہ آگے بڑھنے کے کئی مواقع بھی دیتی ہے۔

Gymnasium ان طلبہ کے لیے ہے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پانچویں سے بارہویں یا تیرہویں کلاس پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کا اختتام Abitur پر ہوتا ہے، جو یونیورسٹی یا اعلیٰ پیشہ ورانہ تربیت کے لیے سب سے اہم اور جامع اہلیت ہے۔ Abitur حاصل کرنے والے طلبہ جرمنی ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔اسی لیے یہ ڈگری اعلیٰ تعلیم کے لیے سب سے اہم بنیاد سمجھی جاتی ہے۔

Gesamtschule ایک ایسا نظام فراہم کرتا ہے جس میں مختلف تعلیمی صلاحیتوں کے طلبہ ایک ہی اسکول میں پڑھتے ہیں، لیکن ہر مضمون میں اپنی صلاحیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہاں تین معیار ہوتے ہیں: بنیادی معیار (Hauptschulabschluss)، درمیانہ معیار (Realschulabschluss)، اور اعلیٰ معیار (Abitur)۔اس نظام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ طلبہ سال کے دوران اپنے معیار کو جب چاہیں تبدیل کر سکتے ہیں۔سیکنڈری لیول مکمل ہونے کے بعد طلبہ یکساں معیار کی تیاری کرتے ہیں اور گیارہویں سے تیرہویں جماعت تک وہ اعلیٰ تعلیم کے راستے یعنی Abitur تک پہنچ سکتے ہیں۔

آخر میں، یہ کہنا مناسب ہو گا کہ جرمنی کا تعلیمی نظام اپنی لچک، تنوع اور آگے بڑھنے کے بے شمار مواقع کی وجہ سے طلبہ کو نہ صرف علم فراہم کرتا ہے بلکہ انہیں اپنی صلاحیتوں کو پہچاننے اور ترقی دینے کا موقع بھی دیتا ہے۔عملی ٹریننگ ہو یا اعلیٰ تعلیم، ہر راستہ نئی ممکنات کے دروازے کھولتا ہے، اور یہی خصوصیت اس نظام کو نمایاں بناتی ہے۔

مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو 36ویں مجلسِ شوریٰ مورخہ 11، 12 اکتوبر 2025ء بیت السبوح فرانکفرٹ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی صدارت میں مجلس شوریٰ کا باقاعدہ آغاز 11 اکتوبر کو صبح 9:30 بجے ہوا۔ افتتاحی اجلاس میں تلاوتِ قرآن کریم اور عہد کے بعد ممبران شوریٰ کے سامنے مجلس شوریٰ کے قواعد اور اس کی اہمیت رکھی گئی، ایجنڈا اور ردّ شدہ تجاویز پیش کی گئیں۔ گزشتہ سال کی منظور شدہ سفارشات اور ان پر عمل درآمد کی رپورٹ کے بعد سب کمیٹی مال کا انتخاب عمل میں آیا۔ نیشنل شعبہ جات کی سالانہ رپورٹس بھی پیش کی گئیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے امسال مجلس شوریٰ کے ایجنڈا پر گزشتہ سالوں کے پانچ ایسے فیصلہ جات کو رکھا گیا تھا جن پر مکمل طور پر عمل درآمد نہیں ہو سکا تھا۔

طعام اور ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد ان پانچ فیصلہ جات پر عمل درآمد کا پلان تشکیل دینے کے لئے ہر ریجن سے ایک نمائندہ پر مشتمل چار گروپس کی شکل میں اجلاس منعقد کیے گئے۔ اسی طرح سب کمیٹی مال کا اجلاس منعقد ہوا۔ ممبران شوریٰ جو کہ سب کمیٹی یا گروپ ورک میں شامل نہیں تھے ان کے سامنے Data Privacy کے حوالہ سے پریزنٹیشن رکھی گئی اور شوریٰ ممبران کو سوالات اور تجاویز پیش کرنے کا موقع دیا گیا۔ شام پانچ بجے وقفہ کے بعد گروپ ورک کے نتائج پیش کئے گئے۔ دن کا اختتام نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی اور کھانے کے ساتھ ہوا۔

دوسرے روز کی کاروائی کا آغاز صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی زیر صدارت صبح 9:30 بجے تلاوت قرآن کریم اور دعا سے ہوا جس کے بعد سب کمیٹی مال کی رپورٹ صدر سب کمیٹی نے پیش کی۔ اس کے بعد مہتمم صاحب مال نے مجوّزہ بجٹ برائے مالی سال 2026/2025 پیش کیا جسے چند ترامیم کے ساتھ منظور کیا گیا۔ اس کے بعد قائدین، ریجنل قائدین اور ممبران نیشنل عاملہ جو کہ مجلس انصار اللہ میں جا رہے ہیں کے لیے مختصر الوداعی تقریب منعقد کی گئی۔ نماز ظہر وعصر کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا انتخاب عمل میں آیا جس کی صدارت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے کی۔ امسال مجلس شوریٰ کی کل حاضری 397 تھی۔

(مکرم اسامہ احمد صاحب، مربی سلسلہ ومعتمد مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی کے متعلق مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم ابن حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کے مضامین الفضل انٹرنیشنل ماہ جنوری وفروری 2011ء میں شائع ہوتے رہے ہیں جنہیں قارئین کے استفادہ کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

ہر زمانہ کے اپنے رسم و رواج ہوتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں غیرلوگوں کے سامنے میاں بیوی کا ایک دوسرے سے بات کرنا بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔اسی طرح یہ تو بہت ہی برا سمجھا جاتا کہ خاوند اور بیوی اکٹھے غیروں کے سامنے چلیں پھریں۔عام طور پر دستور یہ تھا کہ پبلک جگہوں پر عورتوں کو ایک طرف بٹھا دیا جاتا تھا۔لیکن اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق بالکل مختلف تھا۔چنانچہ سیرت المہدی جلد دوم روایت 435 میں ذکر ہے کہ 1902ء میں ایک مرتبہ حضرت اماں جانؓ لاہور تشریف لے گئی تھیں۔ان کی واپسی کی اطلاع ملنے پر حضورؑ ان کے استقبال کے لئے بٹالہ تشریف لے گئے۔معمول کے مطابق بہت سے خدام بھی ساتھ تھے۔بٹالہ کے سٹیشن پر سب لوگوں کے سامنے ہی حضورؑ نے اماں جانؓ کا استقبال کیا اور آپ سے مصافحہ فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفروں کے سلسلہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اپنی تصنیف ''ذکر حبیب'' میں تذکرہ کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ جب سفر کا موقعہ پیش آتا تو حضور کا طریق یہ تھا کہ خود ساتھ جاکر حضرت اماں جانؓ اور جو مستورات ساتھ ہوتیں انہیں زنانہ ڈبے میں سوار کراتے۔اور جس سٹیشن پر اُترنا ہوتا خود زنانہ ڈبہ کے پاس جاکر اپنے سامنے حضرت اماں جانؓ کو اُترواتے اور دوران سفر بھی اپنے ہمراہی خدام کے ذریعہ حضرت امّاں جانؓ کا حال احوال پتہ کرتے رہتے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ مزید لکھتے ہیں کہ آخری سالوں میں حضور عموماً سیکنڈ کلاس کا ایک ڈبہ ریزرو کروالیا کرتے تھے اور حضرت اماں جانؓ اور بچوں کے ساتھ اس میں سفر فرمایا کرتے تھے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ حضور الگ کمرے کو اس خیال سے ریزرو کروالیتے تھے تاکہ حضرت والدہ صاحبہ کو علیحدہ کمرے میں تکلیف نہ ہو اور حضور اپنے اہل وعیال کے ساتھ اطمینان کے ساتھ سفر کرسکیں۔اور نیز اس لئے بھی کہ آخری سالوں میں عموماً سفروں کے موقعہ پر ہر سٹیشن پر سینکڑوں ہزاروں زائرین بھی حضور کی زیارت کے لئے پہنچ جاتے تھے اور ان میں موافق ومخالف ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے۔

(ذکر حبیب صفحہ 318)

ایک سفر کے تعلق میں ایک نہایت دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے بھی بیان فرمایا ہے۔آپؓ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر میں تھے۔سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔آپ بیوی صاحبہ (یعنی حضرت اُم المومنینؓ) کے ساتھ سٹیشن پر ٹہلنے لگ گئے۔مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی۔میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اِدھر اُدھر پھرتے ہیں۔آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔حضرت صاحب نے فرمایا ''جاؤ جی

میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں''۔مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔مَیں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے''۔ (سیرت المہدی)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضورؑ نے مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی بات سن کر فرمایا کہ آخر لوگ کیا کہیں گے یہی نا کہ مرزا اپنی بیوی کے ساتھ پھر رہا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جماعت اور خاص طور پر خواتین میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ حضرت اماں جان کے ساتھ حضور کا سلوک زمانہ اور ماحول کے برعکس غیر معمولی اور نمایاں طور پر اچھا ہوتا تھا اور یہ بات اتنی معروف تھی کہ صرف قادیان کے رہنے والے یا کثرت سے آنے والے ہی ایسا نہ سمجھتے تھے بلکہ جو مہمان ایک بار بھی آتا تھا اس کو بھی اس کا احساس ہو جاتا تھا۔چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ 1897ء کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔آپ اس زمانہ میں لاہور میں رہائش پذیر تھے۔وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار لاہور کے ایک معزز خاندان کے لوگ قادیان گئے۔ان میں خواتین بھی تھیں۔واپسی پر ایک بوڑھی خاتون نے ایک مجلس میں حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں بیان کیا کہ آپ حضرت اماں جانؓ کی کس قدر خاطر اور خدمت کرتے ہیں۔اس مجلس میں ایک پرانی طرز کے صوفی بزرگ بھی موجود تھے۔وہ اس معزز خاتون کی بات سن کر کہنے لگے۔ہر سالک کا ایک مجازی محبوب بھی ہوتا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا محبوبِ مجازی ان کی بیوی ہیں۔اُن صوفی بزرگ کا خیال اپنی جگہ۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت اماں جانؓ کے ساتھ سلوک اور آپ کی قدر اور آپ کا احترام اس لئے خصوصی طور پر فرماتے تھے کہ یہ انبیاء علیہم السلام اور خاص طور پر آنحضرت ﷺ کی سنّت تھی۔چنانچہ اپنے ایک تعزیتی خط میں جو حضور نے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کو ان کی پہلی بیگم کی وفات پر لکھا تھا اس میں تحریر فرمایا:

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

''میاں بیوی کا علاقہ ایک الگ علاقہ ہے جس کے درمیان اَسرار ہوتے ہیں۔بیوی میاں ایک ہی بدن اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں۔ان کو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سوتے ہیں وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں۔بسا اوقات ان میں ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔اس محبت اور باہم اُنس پکڑنے کے زمانہ کو یاد کر کے کون دل ہے جو پُر آب نہیں ہو سکتا۔یہی وہ تعلق ہے جو چند ہفتہ باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے۔ایسے تعلق کا خدا نے بار بار ذکر کیا کہ باہم محبت اور اُنس پکڑنے کا یہی تعلق ہے۔بسا اوقات اس تعلق کی برکت سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں۔یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس تعلق کے محتاج تھے۔جب سرورِ کائنات بہت ہی غمگین ہوتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ اَرِحْنَا یَا عَائِشَۃ۔یعنی اے عائشہؓ ہمیں خوش کر کہ ہم اس وقت غمگین ہیں۔اس سے ثابت ہے کہ اپنی پیاری بیوی، یارِ موافق، رئیس عزیز ہے جو اولاد کی ہمدردی میں شریک غالب اور غم کو دور کرنے والی اور خانہ داری کے معاملات کی متوّلی ہوتی ہے جب وہ یک دفعہ دنیا سے گزر جاوے تو کیسا صدمہ ہے اور کیسی تنہائی کی تاریکی چاروں طرف نظر آتی اور گھر ڈراؤنا معلوم ہوتا ہے''۔ (الحکم جلد 7 شمارہ نمبر 36۔3 ستمبر 1903ء)

اسی طرح حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں: ''نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے کہ جس کو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آجائے کہ اس سے تقویٰ طہارت کا استحکام ہوتا ہے اور ایک بزرگ حصہ دین اور دیانت کا مفت میں مل جاتا ہے۔اسی وجہ سے تقریباً تمام نبیوں اور رسولوں کی توجہ اسی بات کی طرف لگی رہی ہے کہ انہیں جمیلہ، حسینہ صالحہ بیوی میسر آوے جس سے گویا انہیں ایک قسم کا عشق ہو۔ہمارے نبی ﷺ کو حضرت عائشہؓ سے محبت کا ایک مشہور واقعہ ہے اور لکھا ہے کہ اسلام میں پہلے وہی محبت ظہور میں آئی سو مَیں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ جلشانہ آپ کو یہ نعمت عطا کرے۔میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں مومن کے لیے یہ تلاش واجبات میں سے ہے۔اور میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبّت و اخلاص و موافقت ہو''۔

(مکتوبات احمد جلد دوم مکتوب نمبر 37 صفحہ 59)

نیز حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے حضرت امّاں جانؓ کے ساتھ خصوصی تعلق اور آپ کی قدر حضور کے دل میں آپ کی خوبیوں اور آپ کی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے بھی زیادہ تھی۔حضرت اماں جانؓ سے حضرت مسیح موعودؑ کا سلوک کیا تھا۔آپؑ کس قدر اکرام، احترام اور محبت اور دلداری کے ساتھ اماں جان کے ساتھ پیش آتے تھے۔اس بارہ میں سیرت کی کتب میں بہت سے واقعات آتے ہیں۔اسی طرح صحابہ کرام اور صحابیات کی بھی اس بارہ میں بہت سی روایات ملتی ہیں۔ایک مختصر سے مضمون میں ان کا ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔مختصر طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہر طرح آپ کا خیال رکھتے تھے۔اگر کبھی آپ بیمار ہوتیں تو باوجود بہت زیادہ مصروف الاوقات ہونے کے آپ کی تیمارداری میں مصروف ہو جاتے۔غذا کا اہتمام فرماتے۔حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو علاج کے لئے بلواتے۔ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کرتے اور پھر اپنے ہاتھ سے ان کو دوا دیتے ضرورت کے وقت حضرت اماں جانؓ کو خود دباتے بھی تھے۔غرض آپ کی تسلّی، تسکین اور آرام کی خاطر ہر طرح کوشش کرتے۔حضرت امّاں جانؓ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو بظاہر بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ حضورؑ کس طرح حضرت اماں جانؓ کا خیال رکھتے اور آپ کے آرام کے لئے کوشش فرماتے تھے۔آپ نے بتایا کہ آپ روشنی کے بغیر سو نہیں سکتی تھیں دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ اندھیرے میں سونے کے عادی تھے۔اماں جانؓ کی وجہ سے حضور بتی جلتی رکھتے۔جب حضرت اماں جان سو جاتیں تو روشنی گل کر دیتے۔حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں

جب میں کروٹ لوں تو اندھیرا معلوم ہوتا تو اماں جانؓ روشنی کے لئے کہتیں اور حضور روشنی کر دیتے۔ آخر کار حضور کو بھی روشنی میں سونے کی عادت ہوگئی اور اماں جانؓ کے لئے حضورؑ خصوصی طور پر سارے گھر کو روشن کرنے کا بندوبست فرماتے۔ اس بارہ میں ایک بار اماں جانؓ نے حضرت صاحب کو مخاطب کرتے فرمایا: ''حضرت صاحب وہ وقت یاد ہے جب آپ کو روشنی میں نیند نہیں آیا کرتی تھی اور اب اگر کونے کونے میں روشنی نہ ہو تو آپ کو نیند نہیں آتی''۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 410)

ایک نہایت دلچسپ واقعہ محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ نے جو حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کی صاحبزادی تھیں اپنے بچپن میں کافی عرصہ حضور کے گھر میں رہیں بیان کیا ہے جس سے حضور اور حضرت اماں جانؓ کے باہمی تعلق پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ کیسے بے تکلفی اور محبت پر مبنی تھے۔ آپ فرماتی ہیں: ''ایک دن حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المومنین صاحبہ نے یہ تجربہ کرنا چاہا کہ دیکھیں آنکھیں بند کر کے کاغذ پر لکھا جا سکتا ہے یا نہیں''۔ چنانچہ حضورؑ اور حضرت اماں جانؓ نے آنکھیں بند کر کے ایک ایک فقرہ تحریر کیا۔ (سیرت المہدی حصہ چہارم روایت نمبر 1204)

اپنے دوستوں اور اپنے ماننے والوں سے بھی حضورؑ یہی توقع رکھتے تھے کہ وہ اپنے عائلی تعلقات اسی نمونہ کے مطابق استوار کریں۔ اس ضمن میں حضورؑ نے حضرت مولوی عبدالکریمؓ کو جو نصیحت فرمائی تھی وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو لکھا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے سو مَیں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے۔ مَیں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور وہ یہ ہے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔ عورتوں کی طبیعت میں خدا تعالیٰ نے اس قدر کجی رکھی ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو بُرا کہہ بیٹھیں

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ

اور ان کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں۔ سو ایسی حالت میں بھی کبھی ایک مناسب رعب کے ساتھ اور کبھی نرمی سے ان کو سمجھا دیں اور ان کی تعلیم میں مشغول رہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں اور مروّت اور جوانمردی سے پیش آویں اور ان کو سمجھاتے رہیں کہ مسلمان کے لئے آخرت کا فکر ضروری ہے تا خدا تعالیٰ مصیبتوں سے بچاوے۔ وہ ہیبت ناک چیز جو خاوند اور بیوی اور بچوں اور دوستوں میں جدائی ڈالتی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام موت ہے دعا کرنا چاہیے کہ وہ بے وقت نہ آوے اور تباہی نہ ڈالے اور دل نرم رکھنا چاہئے۔ اور ان کو سمجھا دیں کہ نماز کی پابندی کریں۔ نماز جنابِ الٰہی میں عرض معروض کا موقع دیتی ہے۔ اپنی زبان میں دنیا اور آخرت کے لئے دعائیں کریں۔ بدتقدیروں سے ڈرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے جو امن کے وقت میں ڈرتے رہیں اور نیز آپ ان کے واسطے نماز میں دعائیں کریں۔ یہ نازیبا بات ہے کہ ادنیٰ لغزش دیکھ کر دل میں قطع تعلق کریں۔ بلکہ وفاداری سے اصلاح کے لئے کوشش کریں اور سچی ہمدردی سے کام لیں''۔

(مکتوبات احمد جلد 2 مکتوب نمبر 35 صفحہ 234-235)

ایک واقعہ کا تعلق اخبار بدر کے بانی ایڈیٹر حضرت بابو محمد افضلؓ سے متعلق ہے۔ آپ حضورؑ کے صحابی تھے۔ افریقہ میں ملازم تھے اور بہت خوشحال تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں اور انہوں نے دونوں بیویوں کو قادیان میں رکھا ہوا تھا۔ 1899ء میں انہوں نے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کو خط لکھا اور تحریر کیا کہ ان کی بیویوں کو ان کے پاس بھجوا دیا جائے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تحریر کیا کہ جو بیوی آنے سے انکار کرے اس کو طلاق دیتا ہوں۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ نے یہ خط حضورؑ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضورؑ کو اس خط سے بہت رنج پہنچا اور حضرت مولوی صاحبؓ کو فرمایا وہ تو جب طلاق دے گا ان کو لکھ دیں کہ ''ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ جو اتنے عزیز رشتہ کو ذرا سی بات پر قطع کر سکتا ہے وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا''۔

حضور کا ارشاد بابو محمد افضلؓ کو پہنچا تو انہوں نے فوری طور پر فیصلہ کیا کہ وہ اپنی دونوں ازواج کو اپنے پاس ہی رکھیں گے اور اپنی بہت آمدنی والی ملازمت کو چھوڑ کر حضور کی صحبت میں رہنے کے لئے قادیان آگئے اور اخبار بدر کا اجراء کیا اور حضور کی مصروفیات اور حضور کے ملفوظات کی اشاعت کا کام شروع کر دیا اور باقی زندگی حضور کے قدموں میں گزاری اور 1905ء میں حضور کے قدموں میں ہی وفات پائی۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 253)

حضرت چوہدری نذر محمدؓ بیان کرتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہونے سے پہلے ان کی حالت اچھی نہ تھی اور وہ اپنی اہلیہ کو پوچھتے تک نہ تھے۔ وہ حضور سے ملاقات کے لئے قادیان گئے جہاں پتہ لگا کہ حضور گورداسپور میں ہیں۔ چوہدری نذر محمد صاحب بھی گورداسپور گئے اور وہاں حضور سے ملاقات ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں حضور کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اور دوست ملنے کے لئے آئے اور انہوں نے حضور سے ذکر کیا کہ ان کے سسرال والوں نے ان کی بیوی بڑی مشکلوں سے ان کو دی ہے اس لئے اب وہ بھی اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے پاس نہ بھجوائیں گے۔ چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور حضور نے بڑے غصے سے اس دوست کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دور ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آجائے۔ اس پر وہ دوست باہر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ توبہ کرتا ہے جس پر حضور نے اسے بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ دیکھ کر وہ دل میں سخت نادم ہوئے کہ وہ اپنی بیوی کو پوچھتے تک نہیں اور اپنے سسرال کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہیں بیٹھے ہوئے توبہ کی اور عہد کیا کہ جا کر بیوی سے معافی مانگوں گا۔

چنانچہ جب گورداسپور سے واپس گئے تو انہوں نے بیوی کے لئے بہت سے تحائف خریدے اور گھر پہنچ کر تحائف بیوی کو دیئے اور سابقہ سلوک کی معافی مانگی۔

(رجسٹر روایاتِ صحابہ نمبر 1 از محمد اکبر صاحب محلہ قدیر آباد ملتان)

حضرت حکیم فضل دین صاحبؓ کا نام آپ نے سنا ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ہم وطن اور بہت قریبی دوست تھے۔ حضورؑ کے ساتھ تعلق میں بہت اخلاص رکھتے تھے۔ ان کا ایک دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ میں بیان کیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''حکیم فضل دین صاحب جو ہمارے سلسلہ میں سابقون الاوّلون میں سے ہوئے ہیں۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مہر شرعی حکم ہے اور ضرور عورتوں کو دینا چاہئے۔ اس پر حکیم صاحب نے کہا میری بیبیوں نے مجھے معاف کر دیا ہوا ہے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا کیا آپ نے ان کے ہاتھ میں رکھ کر معاف کرایا تھا۔ کہنے لگے نہیں۔ حضور یونہی کہا تھا اور انہوں نے معاف کر دیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ پہلے آپ ان کی جھولی میں ڈالیں۔ پھر ان سے معاف کرائیں (یہ بھی ادنیٰ درجہ ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ مال عورت کے پاس کم از کم ایک سال رہنا چاہیے۔ اور پھر اس عرصہ کے بعد اگر وہ معاف کرے تو درست ہے) ان کی بیویوں کا مہر پانچ پانچ سو روپیہ تھا۔ حکیم صاحب نے کہیں سے قرض لے کر پانچ پانچ سو روپیہ ان کو دے دیا اور کہنے لگے تمہیں یاد ہے تم نے اپنا مہر مجھے معاف کیا ہوا ہے سو اب مجھے یہ واپس دے دو۔ اس پر انہوں نے کہا اس وقت ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ نے دے دینا ہے۔ اس وجہ سے کہہ دیا تھا کہ معاف کیا۔ اب ہم نہیں دیں گی۔ حکیم صاحب نے آکر یہ واقعہ حضرت صاحب کو سنایا کہ مَیں نے اس خیال سے کہ روپیہ مجھے مل جائے گا ایک ہزار روپیہ قرض لے کر مہر دیا تھا مگر روپیہ لے کر انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت صاحب یہ سن کر بہت ہنسے اور فرمانے لگے درست بات یہی ہے کہ پہلے عورت کو مہر ادا کیا جائے اور کچھ عرصہ کے بعد اگر وہ معاف کرنا چاہے تو کر دے۔ ورنہ دیئے بغیر معاف کرانے کی صورت میں مفت کرم داشتن والی بات ہوتی ہے۔ عورت سمجھتی ہے نہ انہوں نے مہر دیا اور نہ دیں گے۔ چلو یہ کہتے جو ہیں معاف ہی کر دو مفت کا احسان ہی ہے نا۔ تو جب عورت کو مہر مل جائے پھر اگر وہ خوشی سے دے تو درست ہے ورنہ دس لاکھ روپیہ بھی اگر اس کا مہر ہو مگر ان کو ملا نہیں۔ تو وہ دے دے گی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ مَیں نے جیب سے نکال کے تو کچھ دینا نہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے اس میں کیا حرج ہے''۔

حضرت حکیم فضل دین بھیروی صاحبؓ

(الفضل قادیان مورخہ یکم اگست 1925ء)

حضرت امّاں جانؓ سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے اموال میں سے ہمیشہ ہی خرچ کرتی رہی ہیں اور سلسلہ کی تاریخ ایسے بہت سے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ کی ایک روایت تو بہت معروف ہے۔ ابتدائی ایام کی بات ہے ایک بار جلسہ سالانہ کے ایام میں جب مہمان کثرت سے آئے ہوئے تھے۔ انتظامات کے لئے رقم نہ رہی۔ ان دنوں ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ شروع نہ ہوا تھا اور حضور تمام اخراجات اپنے پاس سے ہی کرتے تھے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

''میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں''۔ چنانچہ حضرت اماں جانؓ کے زیورات فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔

(اصحابِ احمد جلد چہارم صفحہ 183)

مئی 1900ء میں حضورؑ نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے سلسلے میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں منارۃ المسیح کی برکات اور ثمرات کے ذکر کے ساتھ ساتھ تعمیر کی غرض سے جماعت کے احباب سے دس ہزار روپے کی تحریک فرمائی۔ اس موقعہ پر حضرت اماں جانؓ نے اس غرض کے لئے ایک ہزار روپیہ پیش کیا اور اس کی ادائیگی کے لئے دہلی میں اپنے ملکیتی مکان کو فروخت کر دیا۔

(ملخص از سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 527)

جماعتی کاموں کے لئے حضرت اماں جانؓ ہر موقعہ پر نہایت انشراح کے ساتھ مالی قربانی پیش کرتی تھیں۔ ایک دفعہ جب حضورؑ کو بعض اہم ضروریات کے لئے روپے کی ضرورت آن پڑی تو حضور نے ارادہ فرمایا کہ بجائے چندہ کی تحریک کرنے کے ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کسی سے قرض حاصل کر لیا جائے۔ جب یہ بات حضرت اماں جانؓ کے علم میں آئی تو آپ نے حضور کی خدمت میں یہ پیشکش کی کہ میرے پاس ایک ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور میرے زیورات بھی ہیں حضور بجائے قرض لینے کے ان سے یہ ضروریات پوری کر لیں۔ حضور نے اس اصول کے تحت کہ بیوی کا ملکیتی مال اس کا اپنا ہوتا ہے اور اس پر تصرف کا حق بھی صرف بیوی کو ہی حاصل ہے خاوند کو نہیں حضرت اماں جان سے یہ رقم بطور قرض حاصل کی اور اس کے عوض اپنا باغ باقاعدہ طور پر رہن رکھا اور اس رہن نامہ کی سرکاری رجسٹری کروائی اور اس طرح احباب جماعت کے سامنے یہ نمونہ پیش کیا کہ خاوند کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بیوی کے حقوق کی بھی پوری طرح حفاظت کرے اور بیوی کے مال میں بے جا تصرف نہ کرے۔

(ملخص از سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 528)

انتظامیہ جلسہ سالانہ جرمنی 2026ء

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی 4 تا 6 ستمبر 2026ء کے لیے مندرجہ ذیل افسران کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

افسر جلسہ سالانہ:
مکرم عطاء الحلیم صاحب

افسر جلسہ گاہ:
مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب

افسر خدمت خلق:
مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب

قسط نمبر 9

مکرمہ درثمین احمد صاحبہ، جرمنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا

صداقت/نشان

لاہور سے ایک شخص کا خط آیا کہ اسے خواب میں حضرت اقدس کی نسبت بتلایا گیا ہے کہ وہ سچا ہے۔ اُس شخص کی ارادت ایک فقیر کے ساتھ تھی جو کہ داتا گنج بخش کے مقبرہ کے پاس رہا کرتا ہے۔ اس شخص نے فقیر سے ذکر کیا تو اس نے کہا کہ مرزا صاحب کی اتنے عرصہ سے ترقی ہونا ان کی سچائی کی دلیل ہے۔ پھر ایک اور مست فقیر وہاں تھا اس نے کہا بابا ہمیں بھی پوچھ لینے دو۔ دوسرے دن اس نے بتلایا کہ خدا نے کہا کہ مرزا مولا ہے۔ اوّل فقیر نے کہا کہ مولانا کہا ہو گا کہ وہ تیرا اور میرا اور ہم جیسوں سب کا مولا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا: ''آج کل خواب اور رؤیا بہت ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگوں کو خوابوں سے اطلاع دیوے، خدا کے فرشتے اس طرح پھرتے ہیں جیسے آسمان میں ٹڈی ہوتی ہے وہ دلوں میں ڈالتے پھرتے ہیں کہ مان لو مان لو''۔ پھر ایک اَور شخص کا حال بیان کیا جس نے حضورِ عالی کے ردّ میں ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تو خواب میں آنحضرت ﷺ نے اسے کہا کہ تُو تو ردّ لکھتا ہے اور اصل میں مرزا صاحب سچے ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 365،366 طبع 2018ء)

صدقہ

ایک دوست نے حضرت کی خدمت میں اپنی بیوی کا خواب لکھا کہ کسی شخص نے خواب میں میری بیوی کو کہا کہ ''تمہارے بیٹے پر بڑا بوجھ ہے اس پر سے صدقہ اُتارو اور ایسا کرو کہ چنے بھگو کر مٹی کے برتن میں رکھ کر اور لڑکے کے بدن کا کرتا اُتار کر اُس میں باندھ کر رات کو سوتے وقت سرہانے چارپائی کے نیچے رکھ دو اور ساتھ چراغ جلا دو۔ صبح کسی غیر کے ہاتھ اُٹھوا کر چوراہے میں رکھ دو''۔ یہ خواب لکھ کر حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ کیا جائز ہے کہ ہم خواب اسی طرح سے پورا کر لیں۔ جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا کہ: ''جائز ہے کہ اس طرح سے کریں اور خواب کو پورا کر لیں''۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 147 طبع 2018ء)

صورت

12؍اکتوبر 1902ء: بعد ادائے نمازِ مغرب حسبِ معمول حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ الرحیم نے شحنہ ہند کے ایڈیٹر کا ایک کارڈ سنایا جس میں اس نے اپنا ایک خواب لکھا تھا کہ گویا وہ قادیان آیا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ سر پاؤں سے لگا ہوا ہے۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ: ''انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں۔ تعبیر الرؤیا میں یہ صاف لکھا ہے کہ جو لوگ مامورین کو بری صورت میں دیکھتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی پردہ دری کراتے ہیں۔''

مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے والد مرحوم نے ایک بار مجھ سے ذکر کیا کہ ایک ہندو ان کے پاس آیا

کرتا تھا جو رغبتِ اسلام رکھتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ کشمیر سے آیا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اب میں پکا ہندو ہو گیا ہوں۔ لیکن پھر عرصہ کے بعد جو اس کو دیکھا تو وہ عیسائی ہو گیا تھا۔ جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا جس میں آنحضرت ﷺ کو ایک تاریک کوٹھڑی میں دیکھا اور اس میں آگ جل رہی تھی (لعنۃ اللہ علیہ) گویا خبیث نے اس کو دوزخ سمجھا۔ اور اس کے گرد پادریوں کو دیکھا۔ اس سے میں نے نتیجہ نکالا کہ پادری حق پر ہیں۔ اور آپؐ (معاذ اللہ) مغلوب ہو رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو تعبیر کا علم نہ تھا۔ مجھ سے جب انہوں نے کہا تو میں نے کہا کہ اس کی یہی تعبیر ہے۔ جو حالت اس شخص کی ہوئی چنانچہ تعطیر الانام میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جب کسی نبی مامور و مرسل کو ردّی حالت میں دیکھتا ہے مثلاً مجذوم دیکھتا ہے یا برہنہ دیکھتا ہے یا یہ کہ وہ بُری غذا کھاتے ہیں، تو سب اس کے اپنے ہی حالات ہوتے ہیں۔ انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں اور اس کی اصلی صورت دکھا دیتے ہیں۔ اور یہ بات ہماری اپنی تجربہ کردہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مامور و مرسل کو بُری حالت میں دیکھتے ہیں تو جلدی ہی ان کی وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی عقوبت کے دن قریب ہوتے ہیں۔ یہ میرے مجرّبات سے ہے''۔

نووارد مولوی حامد حسین صاحب نے کہا کہ میں مکہ معظّمہ میں تھا۔ حاجی امداد اللہ صاحب سے ایک شخص نے ایسا ہی کہا کہ مَیں نے ایسی شکل پر دیکھا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ یہ تمہاری اپنی شکل ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 229،230 طبع 2018ء)

خوابوں کی اقسام کا ذکر ہو رہا تھا:

''پھر اس کے بعد حضرت اقدس نے اپنے ایک خواب کا ذکر کیا جس میں آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر متمثل ہوا ہے اور آپ نے کچھ احکام لکھ کر دستخط کرائے ہیں۔ آپ نے وہ تمام کاغذات دستخط کے واسطے حضرتِ احدیت میں پیش کئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک دوات جس میں سرخ روشنائی تھی وہ پڑی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قلم لے کر اس روشنائی سے لگائی مگر مقدار سے زیادہ روشنائی اس میں لگ گئی جیسے کہ دستور ہے کہ ایسی حالت میں قلم کو چھڑک دیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی چھڑک دیا اور کاغذات پر بِلا دیکھے دستخط کر دیئے اور اس وقت میرے پاس عبداللہ سنوری اور حامد علی تھے۔ اور مَیں سویا ہوا تھا کہ یکایک انہوں نے جگایا کہ یہ سرخ قطرات کہاں سے آئے، دیکھا تو میرے کرتہ پر اور کسی جگہ پگڑی پر اور کہیں پاجامہ پر پڑے ہوئے تھے۔ میرے دل میں اس وقت بڑی رقّت تھی کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر کس قدر احسان ہے اور فضل ہے کہ کاغذات کو بِلا دیکھے اور پوچھے دستخط کر دیا ہے۔ اب کیا یہ حیرانی کی بات نہیں ہے کہ میں نے تو ایک معاملہ خواب میں دیکھا اور اس کے قطرات ظاہر میں کپڑوں پر پڑے جو کہ اب تک موجود ہیں اور دو شاہد بھی ہیں''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 32 طبع 2018ء)

ایک شخص کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے خواب میں مرزا صاحب کو اچھی صورت میں نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ: ''انسان کو اپنے اندرونی حالات کے نقشے دکھائے جاتے ہیں۔ اپنے ہی حجب درمیان میں آجاتے ہیں''۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ذکر کیا کہ ہمارے استاد صاحب نے ایک شہر میں ایک دفعہ خواب میں اللہ تعالیٰ کو ایک بدصورت عورت کی شکل میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شہر کے لوگوں نے میری ایسی بے عزتی کی ہے۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 122 طبع 2018ء)

طاعون

بوقت عشاء حضور پھر تھوڑی دیر کے لئے شہ نشین پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''مجھے رویا ہوا ہے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی سر سے ننگا میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آیا ہے اس سے مجھے سخت بدبو آتی ہے میرے پاس آ کر کہتا ہے کہ میرے کان کے نیچے طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے میں اُسے کہتا ہوں کہ پیچھے ہٹ جا۔ پیچھے ہٹ جا''۔

آپؑ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ تفہیمِ الٰہی کوئی نہیں ہوئی۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 385 طبع 2018ء)

''ابھی فجر کو مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے۔ اس کے ایک طرف کچھ اشتہار ہے اور دوسری طرف ہماری طرف سے کچھ لکھا ہوا ہے جس کا عنوان یہ ہے 'بقیۃ الطاعون' اس کے بعد فجر کی نماز ادا ہوئی تو حضرت اقدس نے قلم دوات طلب فرمائی اور فرمایا کہ تھوڑا سا اور اس رقعہ پر لکھنا ہے۔ اتنے میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے قاصد پھر آ موجود ہوئے اور جواب طلب کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ابھی لکھ کر دیا جاتا ہے۔ پھر بقیہ حصہ آپ نے لکھ کر اپنے خدام کے حوالہ کیا کہ اس کی نقل کر کے روانہ کر دو''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 67 طبع 2018ء)

فرمایا: ''رات کو مَیں نے ایک خواب دیکھی کہ ایک شخص نے مجھے ایک پروانہ دیا ہے وہ لمبا سا کاغذ ہے مَیں نے پڑھا تو لکھا ہوا تھا کہ عدالت سے چار جگہ کے لیے طاعون کا حکم جاری کیا گیا ہے اس پروانے سے پایا جاتا تھا کہ اس کا اجراء مَیں نے کیا ہے جیسے کاغذات محافظ دفتر کے پاس ہوتے ہیں ویسے ہی میرے پاس ہے۔ مَیں نے کہا کہ یہ حکم ایک عرصہ سے ہے اور اس کی تکمیل آج تک نہ ہوئی؟ اب میں اس کا کیا جواب دوں گا۔ اس سے مجھے ایک خوف طاری ہوا اور تمام رات میں اسی خدشہ میں رہا اور اس پر روشن خط میں لفظ طاعون کا لکھا تھا گویا حکم میرے نام آتا ہے اور مَیں جاری کرتا ہوں۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ اپنی جماعت کے چند آدمی کُشتی کر رہے ہیں مَیں نے کہا آؤ۔ مَیں تم کو ایک خواب سناؤں مگر وہ نہ آئے۔ مَیں نے کہا کیوں نہیں سنتے جو شخص خدا کی باتیں نہیں سنتا وہ دوزخی ہوتا ہے''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 283 طبع 2018ء)

آئندہ طاعون سے بچنے کا علاج

عاجز راقم (حضرت مفتی محمد صادقؓ) نے اپنا آج کا خواب عرض کیا کہ طاعون بہت پھیلا ہوا دکھائی دیا۔ اور کوئی کہتا ہے یا مَیں کہتا ہوں کہ جو آج کل رات کو اُٹھ کر دعا کرے گا وہ اس سے آئندہ طاعون کے وقت بچایا جائے گا۔ فرمایا: ''یہ بالکل سچ ہے۔ راتوں کو اُٹھ کر بہت دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ آنے والے عذاب سے اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھے''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 256 طبع 2018ء)

25 مارچ 1898ء: ''مَیں نے جو اپنی نسبت خوابیں اور الہامات دیکھے ہیں مَیں اُن سے حیران ہوں۔ دو مرتبہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا مجھے مرض طاعون ہوگئی ہے اور وَرم طاعون نمودار ہے۔ اب آج بھی یہی خواب آئی ہے۔ اسی کے قریب قریب ایک الہام بھی ہے جو کسی رنج اور بلا پر دلالت کرتا ہے اور معبّرین نے طاعون سے مراد کبھی تو طاعون اور کبھی خارش اور حکام کی طرف سے کوئی عذاب وتکالیف اور کبھی کوئی اور فتنہ رنجیدہ مراد لیا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے''۔

(تذکرہ صفحہ 283 طبع 2023ء)

نومبر 1897ء: ''حضور حُجّۃُ الاسلام نے ایک رؤیا دیکھی کہ گویا دارالامان میں طاعون آگئی ہے۔ اس کی تفہیم کھلی ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''قادیان طاعون نامیمون سے مامون ومصؤن رہے گا البتہ خارش کا مرض ہو تو تعجب نہیں''۔ اس پر جناب نے یہ بھی اجتہاد فرمایا ہے (کہ کھجلی پیدا کرنے والی دوا طاعون کو روک دے گی)۔

(تذکرہ صفحہ 280 طبع 2023ء)

طواف

''آنحضرت ﷺ نے جو کشف میں دیکھا تھا کہ دجّال اور مسیح موعود اکٹھے طواف کر رہے ہیں۔ اصل میں طواف کے معنے ہیں پھرنا، تو طواف دو ہی طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو رات کو چور پھرتے ہیں یعنی گھروں کے گرد طواف کرتے ہیں اور ایک چوکیدار طواف کرتا ہے مگر ان میں فرق یہ ہے کہ چور تو گھروں کو لوٹنے اور گھروں کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے۔ اور چوکیدار ان گھروں کی حفاظت اور بچاؤ اور چوروں کے پکڑنے کے واسطے طواف کرتے ہیں۔ یہی حال مسیح اور دجّال کے طواف کا ہے۔ دجّال تو دنیا میں اس واسطے پھرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تا دنیا کو خدا کی طرف سے پھیر دے اور ان کے ایمان کو لُوٹ لیا جاوے مگر مسیح موعود اس کوشش میں ہے کہ تا اُسے پکڑے، مارے اور اس کے ہاتھ سے لوگوں کے دین وایمان کے متاع کو بچاوے۔ غرض یہ ایک جنگ ہے جو ہمارا دجّال سے ہو رہا ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 258 طبع 2018ء)

عبادت گاہ

اس کے بعد الہام کیا گیا کہ اِن علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولہے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں۔ اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کُتر رہے ہیں۔ (ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانۂ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دُنیا سے بھرے ہوئے ہیں)۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 140 حاشیہ)

عبداللہ

''عبداللہ نبی کا نام ہے۔ قرآن شریف میں بھی آنحضرت ﷺ کا نام عبداللہ آیا ہے۔ مٹھن سے مراد وہ لذت اور راحت صحت کی ہے جو بیماری کی تلخی کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ مقبول سے مراد ہے کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ سب گہرے استعارات ہیں اور تمثّلات ہیں۔ جب تک آسمان پر نہ ہو زمین پر کچھ ہو نہیں سکتا۔ مولوی صاحب کا اس بیماری سے صحت پانا ایک بڑا معجزہ ہے''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 229 طبع 2018ء)

عبداللہ سنوری/بلی

"31/ اگست کی رات کو میں نے دیکھا کہ عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر مَیں نے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں۔ دستخط نہیں ہوتے۔ اس وقت میں نے عبداللہ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اس کے چہرہ پر ٹپک رہی ہے۔ مَیں نے اس کو کہا کہ یہ لوگ رُوکھے ہوتے ہیں۔ نہ کسی کی سفارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت۔ مَیں تیرا کاغذ لے جاتا ہوں۔ آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال نام جو کسی زمانہ میں بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے اور گرد اس کے عملہ کے لوگ ہیں۔ مَیں نے جا کر کاغذ اس کو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے اس پر دستخط کر دو۔ اُس نے بلا تامل اسی وقت لے کر دستخط کر دیئے۔ پھر مَیں نے واپس آ کر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا خبردار ہوش سے پکڑو! ابھی دستخط کیے ہیں اور پوچھا کہ عبداللہ کہاں ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ کہیں باہر گیا ہے۔ بعد اس کے آنکھ کُھل گئی اور ساتھ پھر غنودگی کی حالت ہو گئی۔ تب مَیں نے دیکھا کہ اس وقت میں کہتا ہوں۔ مقبول کو بلاؤ اس کے کاغذ پر دستخط ہو گئے ہیں۔

یہ جو مٹھن لال دیکھا گیا ہے۔ ملائک طرح طرح کے تمثّلات اختیار کر لیا کرتے ہیں۔ مٹھن لال سے مراد ایک فرشتہ تھا۔ سنوری سے یہ مراد ہے۔ سنور عربی میں بلی کو کہتے ہیں اور تعبیر کی رُو سے بلی ایک بیماری کا نمونہ ہے۔ عبداللہ سنوری سے مراد ہوئی وہ عبداللہ جو بیمار ہے''۔

فرمایا: ''طِبّ تو ظاہری محکمہ ہے۔ ایک اس کے وراء محکمہ پردہ میں ہے جب تک وہاں دستخط نہ ہو۔ کچھ نہیں ہوتا''۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 222، 223 طبع 2018ء)

عرش

21 اپریل 1904ء: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ عَرْشِیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَّا یَعْلَمُھَا الْخَلْقُ۔ تُو میرے نزدیک وہ مقام رکھتا ہے جس سے تمام مخلوق ناواقف ہے۔ تُو میرے نزدیک بمنزلہ عرش کے ہے۔ (ترجمہ از مرتب تذکرہ)

عرش پر آپؑ نے فرمایا یہ لفظ اِس لئے بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلّیاتِ جمالی وجلالی کا اتم مظہر عرش ہے اور مسیح موعود اتم مظہر صفاتِ جمالیہ کا ہے جو کہ اس وقت ظاہر ہو رہی ہیں اور اس لئے کل انبیاء کے ناموں سے مجھے خطاب کیا گیا ہے تا کہ اُن کے کل صفات کا مظہر تام مَیں ہو جاؤں۔ خدا تعالیٰ کی صفات مُحیی و مُمیت برابر کام میں زور سے لگی ہوئی ہیں۔ ایک طرف تو لوگ زندہ ہو رہے ہیں اور ایک طرف مر رہے ہیں۔ پس چونکہ ان ایام میں خدا کی صفات اپنی پوری تجلّی سے کام کر رہی ہیں اس مناسبت کے لحاظ سے عرش کہا گیا ہے''۔

(تذکرہ صفحہ 477،476 حاشیہ۔ طبع 2023ء)

چوتھا نیشنل تبلیغ سیمینار

مجلس انصار اللہ جرمنی

رپورٹ: مکرم منور علی شاہد صاحب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ جرمنی کو چوتھا دوروزہ نیشنل تبلیغ سیمینار 25، 26 اکتوبر 2025ء کو مسجد بیت الواحد ہناؤ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ سیمینار کی کارروائی یوٹیوب پر براہ راست اردو اور جرمن میں نشر کی گئی۔ تبلیغ سیمینار میں 7 مختلف موضوعات پر لیکچرز شامل تھے۔ علاوہ ازیں سوال وجواب کی نشست، گروپ ورک، قیادت تبلیغ کی سالانہ تبلیغ مساعی، یورپی ممالک کے تبلیغی دورے سے متعلق مشاہدات وتاثرات کے علاوہ کوئز پروگرام بھی منعقد کیا گیا۔ تیاری کے لیے مکرم بشیر احمد رہان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کی زیر نگرانی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے منتظم اعلیٰ مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نائب صدر اول کو مقرر کیا گیا۔ آپ کی معاونت کے لئے مکرم ڈاکٹر طیب شہزاد صاحب قائد تبلیغ سمیت پانچ نائب منتظمین اعلیٰ کے علاوہ مختلف شعبہ جات کے 26 منتظمین بھی کمیٹی میں شامل تھے۔ تیاریوں کا جائزہ لینے کی غرض سے نیشنل تبلیغ کمیٹی کا آن لائن اجلاس 16 اکتوبر کو منعقد ہوا جس میں ہر شعبہ کی تیاری کا جائزہ لیا گیا۔

25 اکتوبر کو صبح 11 بجے افتتاحی تقریب مکرم بشیر احمد رہان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ آپ کے ساتھ مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر جرمنی اور مکرم ظفر احمد ناگی صاحب تشریف فرما تھے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ تلاوت کے اردو وجرمن ترجمہ کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے اردو اور جرمن زبانوں میں عہد دہرایا اور اپنے صدارتی کلمات میں تبلیغ سیمینار کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی۔

پہلے لیکچر کا موضوع ''بائبل کی رو سے صداقت اسلام'' تھا جس پر مکرم شمس اقبال صاحب مربی سلسلہ نے احسن پیرائے میں روشنی ڈالی۔ دوسرے لیکچر کا عنوان ''موجودہ حالات اور جہاد بالقلم'' تھا۔ مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تحریرات کی روشنی میں اس کی ضرورت اور اہمیت بیان کی۔ مربیان کرام کے ساتھ سوال وجواب کی نشست، نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوسری نشست ہوئی جو ایک گروپ ورک پر مشتمل تھی۔ اس میں علاقائی سطح سے انصار کی ٹیموں نے شرکت کی۔ موڈریٹر کے فرائض مکرم حبیب الرحمان ناصر صاحب مربی سلسلہ نے سرانجام دیئے۔ پہلے روز کی آخری نشست شام تقریباً پونے پانچ بجے زیر صدارت مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن اور اردو وجرمن ترجمہ کے بعد مکرم قائد صاحب تبلیغ نے ڈاکومنٹری کے ذریعہ تبلیغ کی سالانہ مساعی اور پہلی بار دو یورپی ممالک میں تبلیغی وفود بھیجنے سے متعلق رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نے ''آج کے دور میں تبلیغ کے تقاضے'' کے عنوان پر لیکچر دیا۔ بعدازاں مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے ''تبلیغ کے میدان میں مستقل مزاجی کی ضرورت'' کے عنوان پر مدلل لیکچر دیا۔ لیکچر کے بعد آپ کے ساتھ ایک خصوصی نشست منعقد ہوئی جو تقریباً رات آٹھ بجے تک جاری رہی۔ اس طرح پہلے دن کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرے دن کا آغاز صبح دس بجے مکرم منتظم اعلیٰ صاحب کی زیر صدارت ایک مختصر پروگرام سے ہوا۔ تلاوت قرآن کے بعد دو یورپی ممالک میں بھجوائے گئے تبلیغی وفود کی مساعی کا ذکر کیا گیا۔ نیز چیک ریپبلک اور لکسمبرگ کے وفود کی قیادت کرنے والے انصار نے اپنے مشاہدات اور تاثرات بیان کئے۔

اختتامی سیشن کا آغاز صبح 11 بجے زیر صدارت مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی ہوا۔ تلاوت قرآن اور اس کے اردو وجرمن ترجمہ کے بعد پہلا لیکچر مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ و نیشنل سیکرٹری اشاعت کا تھا۔ آپ نے ''قرآن کریم کی پیشگوئیاں اور عصر حاضر کے حقائق'' کے موضوع پر قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں اظہارِ خیال کیا۔ دوسرے لیکچر کا عنوان ''آنحضور ﷺ کا حکمت بھرا انداز تبلیغ'' تھا جس پر مکرم راشد پاکترک صاحب مربی سلسلہ نے واقعات کی روشنی میں مدلل انداز میں خطاب کیا اور داعیان الی اللہ کی راہنمائی کی۔ سیمینار کا آخری لیکچر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمنی کا تھا۔ آپ نے ''دنیا کے بدلتے ہوئے حالات میں ہمارا کردار'' کے موضوع پر جرمن زبان میں اظہار خیال فرمایا۔ آپ نے لیکچر کے دوران ہناؤ کو تبلیغ کا مرکز قرار دیا۔ اس کے بعد ایک دلچسپ کوئز پروگرام منعقد ہوا جس کے میزبان مکرم منصور احمد صاحب قائد مال تھے۔ بعدازاں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے گروپ ورک کے دوران علاقائی سطح پر نمایاں پوزیشن لینے والے ناظمین اعلیٰ علاقہ جات میں اسناد تقسیم کیں۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کی طرف سے اختتامی کلمات کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے دعا کروائی۔ نمازوں کی ادائیگی اور کھانے کے بعد احباب گھروں کو واپس روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کے نیک نتائج مرتب فرمائے، آمین۔

سب سخن کے جام بھرتے ہیں اِسی سرکار سے

مرتّبہ: مکرم سید سعادت احمد صاحب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مجالسِ عرفان اور خطوط میں دیے گئے علمی و تنظیمی سوالات کے جوابات میں سے انتخاب

☆ مؤرخہ 20 اکتوبر کو جرمنی کے ریجن Nordrhein کی ایک لجنہ ممبر نے ملاقات میں سوال کیا کہ جو خطوط حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں بھیجے جاتے ہیں اور جن کے جواب حضورِانور کے دفتر سے جاری ہوتے ہیں، ان میں رازداری کس حد تک برقرار رکھی جاتی ہے؟

اس پر حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہر خط دو یا تین افراد کے ہاتھوں سے گزرتا ہے، دفتر کے عملہ کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تمام خطوط اور اُن کے مندرجات کو مکمل رازداری کے ساتھ رکھیں اور کسی سے اُن کا ذکر نہ کریں۔ اسی طرح حضورِانور نے فرمایا کہ خطوط کی تعداد بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے عام طور پر عملہ کو اکثر خطوط کے مضامین یاد نہیں رہتے، سوائے اس کے کہ اگر کسی خط لکھنے والے سے ان کی ذاتی واقفیت ہو، تو وہ اُس خط کے موضوع کو یاد رکھ سکتے ہیں۔ حضورِانور نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ اگر کوئی خط امیر صاحب جرمنی کے ذریعہ بھیجا جائے، تو وہاں کی رازداری کے نظام کے بارے میں حضورِانور کو علم نہیں۔ تاہم اگر کوئی خط براہِ راست ذاتی پتے کے ساتھ بھیجا جائے تو جواب بھی حضورِانور کے دفتر سے براہِ راست اسی پتے پر بھجوایا جاتا ہے، جس سے رازداری برقرار رہتی ہے۔ آخر پر حضورِانور نے توجہ دلائی کہ اگر کسی معاملہ کی نوعیت انتہائی حسّاس ہو تو Confidential یعنی خفیہ لکھ دینا چاہیے، تاکہ اس پر زیادہ سے زیادہ احتیاط برتی جا سکے۔

☆ ایک لجنہ ممبر نے راہنمائی کی درخواست کی کہ بہت سے والدین اس بات کے خلاف ہوتے ہیں کہ کوئی دوسری قوم کے فرد سے شادی کرے، چاہے وہ احمدی ہی کیوں نہ ہو، ایسے میں والدین سے کس طرح بات کرنی چاہیے؟

اس پر حضورِانور نے واضح فرمایا کہ یہ قوم اور قومیت کوئی چیز نہیں ہے۔ نیز آنحضرتؐ کی جیون ساتھی کے انتخاب کی بابت فرمودہ نصیحت کے تناظر میں بیان فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے مردوں کو فرمایا تھا کہ تم کسی کی اچھی قوم کی وجہ سے، کسی کی دولت کی وجہ سے، کسی کی شکل کی وجہ سے شادیاں کرتے ہو۔ رشتے اس لیے تلاش کرتے ہیں۔ شکل اچھی ہوتی ہے، پسند آجاتی ہے اور شادی کر لی۔ یا اس کے پاس دولت بہت ہے، تو چلو مجھے دولت تھوڑی سی مل جائے گی۔ مرد لالچی ہوتے ہیں۔ یا قوم اچھی ہے، میری قوم کا آدمی ہے اس لیے مَیں نے شادی کرنی ہے۔ ہم تو چودھریوں سے باہر نہیں جائیں گے، جٹّوں سے باہر نہیں جائیں گے، سیّدوں سے باہر نہیں جائیں گے، مُغلوں سے باہر نہیں جائیں گے۔ اب ہم مُغل ہیں اور ہمارے تو کئی مُغلوں کی بلکہ بعض کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ سے مُغلوں سے باہر شادیاں ہوئی ہوئی ہیں۔

نیز اس بات کی اہمیت کو بھی اُجاگر فرمایا کہ اب یہاں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دین دیکھو۔ اگر دین ہے تو اس سے شادی کرو۔ اس لیے اگر مرد دین دیکھ رہے ہوں گے تو عورتیں بھی دیندار بنیں گی، اور لڑکیاں اگر دیندار لڑکے تلاش کر رہی ہوں گی تو لڑکے بھی دیندار بنیں گے۔ پھر ایک احمدی اسلامی معاشرہ قائم ہو گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ تمہیں کیا پتا کہ کون سیّد ہے، کون فلاں ہے اور کون فلاں نہیں ہے، ذاتوں پر تم چلے جاتے ہو اور دو نسلوں کے بعد تو پتا ہی نہیں لگتا۔ بعض جھوٹے سیّد بنے ہوتے ہیں۔

حضورِانور نے اس حوالہ سے ایک دلچسپ لطیفہ بھی پیش فرمایا کہ وہ لطیفہ مشہور ہے کہ پارٹیشن سے پہلے ایک میراثی تھا اور ایک کوئی ترکھان تھا، ویسے تو یہ پیشے ہیں، لیکن ہمارے ملک میں پنجاب میں ذاتیں بنی ہوئی ہیں۔

آپ پنجابی ہیں، آپ کو پتا ہوگا، تو پاکستان بننے کے بعد بچے پڑھ گئے اور انہوں نے شادیاں کرنی تھیں۔ تو ایک سیّد بنا ہوا تھا اور ایک قریشی بنا ہوا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں! یہ سیّد ہے اور ہم قریشی ہیں، ہم رشتہ کریں گے، جب نکاح کے لیے باتیں چلنی شروع ہوئیں اور اکٹھے ہوئے تو دیکھا کہ وہ اتفاق سے دونوں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے اور ان کو پتا بھی تھا کہ ہم میں سے ایک میراثی اور ایک ترکھان ہے۔ ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ تم سیّد کیسے اور تم قریشی کیسے؟ تو ایک نے کہا کہ جس طرح تم سیّد بنے اس طرح مَیں قریشی بن گیا۔ تو کوئی پہچان نہیں ہے، اس لیے یہ طریقہ ہی غلط ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے ذات پات کے تفرقات سے پاک ہو کر نیکی اور دینداری کو ترجیح دینے کے حوالے سے توجہ دلائی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ چند نسلوں کے بعد تو بھول جاتے ہیں، مطلب ہے کہ بھول کیا جاتے ہیں بلکہ پتا ہی نہیں لگتا، دنیا کو دھوکا ہوتا ہے کہ کون کیا اور کس ذات کا ہے۔ اس لیے کہہ دیا کہ مَیں چودھری ہوں، مَیں جٹ ہوں، مَیں ہرل ہوں، مَیں کھوکھر ہوں، مَیں کھرل ہوں، مَیں آرائیں ہوں یا مَیں فلاں ہوں تو ہم جٹّوں نے آرائیوں میں لڑکی نہیں دینی اور آرائیوں نے جٹّوں میں نہیں دینی، سیّدوں نے فلاں میں نہیں دینی، مغلوں نے فلاں کو نہیں دینی، یہ تو بالکل غلط طریقہ ہے۔ کوئی ذات پات نہیں، اصل چیز یہ ہے کہ احمدی برادری ہے۔ احمدی ہو، نیک ہو شادی کر لینی چاہیے۔ کوئی بھی ہو، بلکہ قرآنِ شریف میں تو یہ آیا ہے کہ جن کو تم نہیں جانتے، جن کے خاندان کے بارے میں پتا نہیں کہ وہ کون ہیں، تو وہ پھر بھی تمہارے دینی بھائی ہیں اور وہ اور ان کی اولادوں سے تم شادیاں کر سکتے ہو۔ کوئی ذات پات نہیں ہے، آپ کو کیا پتا ہے کون کون ہے، نیز مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ایویں ہی سارے چودھری بن کے بیٹھے ہوئے ہیں، اور دوسرے مجھے کیا پتا کہ کون صحیح چودھری ہے بھی کہ نہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے اصل شناخت کے معیار کی بابت ایک ایمان افروز واقعہ پیش فرمایا کہ سیّد عبدالستار شاہ صاحبؓ، وہ سیّد تھے، ان کی گدی بھی تھی، ان کا خاندان پیر کہلاتا تھا، یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے نانا تھے، لیکن ان کو شک رہتا تھا کہ پتا نہیں کہ مَیں اصلی سیّد ہوں کہ بنا بنایا ہوں، جس طرح آجکل کے لوگ بن گئے ہیں۔ ایک دن آ رہے تھے تو اُوپر سے حضرت مسیح موعودؑ سیڑھیاں اُتر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ ہاں! شاہ صاحب، تو حضرت مسیح موعودؑ نے جب ان کو شاہ صاحب کہا اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کی پوری واقفیت ان سے نہیں تھی، تو انہوں نے کہا کہ اب مجھے تسلّی ہو گئی ہے کہ میں پکّا سیّد ہوں، کیونکہ اللہ کے نبیؑ نے کہہ دیا ہے کہ مَیں سیّد ہوں، شاہ ہوں۔ تو یہ اس طرح ہونا چاہیے، آجکل آپ کی کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا کہ کون کیا ہے۔

☆ ایک لجنہ ممبر نے راہنمائی کی درخواست کی کہ جب کوئی مشکل یا آزمائش طویل ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے اور کس طرح اللہ پر اعتماد برقرار رکھتے ہوئے ثابت قدم رہا جا سکتا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے مفصّل راہنمائی عطا فرمائی کہ دعا جاری رکھنی چاہیے۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی روشنی میں بیان فرمایا کہ دعا کے قبول ہونے میں تاخیر جتنی زیادہ ہو، اُمید اتنی ہی زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر کار اسے قبول فرمائے گا، اس لیے صبر اور حوصلے کی ضرورت ہے۔

اس تناظر میں حضورِ انور نے ایک معروف ولی کا قصّہ بھی سنایا کہ جس نے مسلسل تیس سال تک دعا کی۔ کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو اطلاع دی کہ ان کی دعا قبول نہیں ہوگی اور یہ آزمائش مقدّر ہے۔ ایک دن جب ولی دعا کر رہے تھے، ایک مُرید بھی بحالتِ کشف یہ آواز سُن رہا تھا، مُرید نے کہا کہ چونکہ اللہ نے فرمایا کہ دعا قبول نہیں ہوگی، تو آپ دعا کرنا بند کر دیں۔ ولی نے جواب دیا کہ یہی واحد دروازہ ہے، جس کی طرف میں رجوع کر سکتا ہوں، اور کس پر بھروسہ رکھوں؟ اگر کسی پر اعتماد کرنا ہے تو صرف اللہ پر، کسی انسان پر نہیں۔ انہوں نے یہ عزم کیا کہ اگر دعا ابھی قبول نہیں ہوتی، تو شاید ایک دن قبول ہو ہی جائے گی یا یہ اللہ کی منشا ہے اور انہیں اس پر راضی رہنا چاہیے، اصل اجر تو آخرت میں ہے۔ اسی لمحے ولی اور مُرید پر کشف کی حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ گذشتہ تیس سال کی تمام دعائیں قبول ہو چکی ہیں۔

مزید برآں حضورِ انور نے آنحضرت ﷺ کی مثال بھی پیش فرمائی کہ جنہوں نے مکّہ میں لگاتار تیرہ سال شدید مشکلات برداشت کیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نبی اُن سے زیادہ محبوب نہ تھا، ہجرت کے بعد بھی کئی سال جنگوں اور مکّہ کی فتوحات تک مسلسل مشکلات اور دشمنیوں کا سامنا کیا، پھر بھی صبر کیا اور اللہ پر اعتماد برقرار رکھا۔ آپؐ کی زندگی میں بچوں، لوگوں، دشمنوں اور رشتہ داروں سے متعلق غم اور مصیبتیں آئیں، لیکن آپؐ نے کبھی اللہ سے اُمید نہیں توڑی۔

آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ اور کس راستے پر پھر جائیں، کہاں جائیں؟ نیز تلقین فرمائی کہ ہمیں یہ اُمید ہے کہ اگر ہم دنیا کی آزمائشیں صبر و استقامت سے گزاریں اور اللہ کے مقرر کردہ امتحان میں کامیاب ہوں، تو اگلی زندگی میں پھر عظیم اجر ملے گا۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ دنیا میں صرف ستّر یا اسّی سال گزارے جائیں گے، اگر ہم اللہ پر بھروسہ رکھیں، تو اجر آخرت میں حاصل ہوگا اور ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

☆ ایک لجنہ ممبر نے سورۃ النور کی آیت اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَالۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَالطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ کے مفہوم کے متعلق سوال کیا کہ اگر کوئی بہت نیک شخص ایسے شریکِ حیات سے منسلک ہو جائے جو دین سے دُور ہو تو اس آیت کو کس طرح سمجھا جائے؟

اس پر حضورِ انور نے جامع راہنمائی عطا فرمائی کہ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا نکاح سے پہلے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی کے لیے دعا کی گئی تھی۔ اگر دعا کی گئی تھی اور دل کو اطمینان حاصل ہوا تھا، تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شریکِ حیات میں کچھ دیگر نیک پہلو دیکھے ہوں۔ لیکن اگر واقعی وہ شریکِ حیات بدکردار ثابت ہو، تو

اسلام نے اس میں عورت کے لیے خُلع اور مرد کے لیے طلاق راستہ رکھا ہے۔ بایں ہمہ حضورِانور نے نصیحت فرمائی کہ نکاح سے پہلے ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیے کہ اگر یہ رشتہ میرے حق میں بہتر ہے، تو اے اللہ! اسے ممکن بنا دے، اور اگر نہیں، تو اس میں کوئی رکاوٹ پیدا فرما دے۔ لیکن اگر کوئی شخص محض ذات، دولت، خاندان یا ظاہری خوبصورتی کو دیکھ کر نکاح کرے، تو پھر وہ اس کے نتائج کا ذمہ دار خود ہے، اللہ تعالیٰ نہیں۔

مزید برآں حضورِانور نے سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں بیان فرمایا کہ آیت کا عمومی مفہوم یہ ہے کہ بدکردار لوگ عموماً بدکردار لوگوں کی طرف مائل ہوتے ہیں اور اُن کے درمیان ایسے رشتے عام ہیں، تاہم استثنائی صورتیں موجود ہیں، کبھی نیک عورت بدکردار مرد کے نکاح میں بھی آجاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں پہلے دعا کرنی چاہیے اور نصیحت واصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر باوجود حقیقی کوشش کے وہ شخص باز نہ آئے اور بدی میں انتہا تک پہنچ جائے، تو علیحدگی کا راستہ کھلا ہے۔

آخر میں حضورِانور نے اس بات کو بھی واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخصوص شادی کے لیے یہ نہیں فرمایا کہ وہ ضرور ہونی چاہیے، ماسوائے اس کے کہ کسی کو الہام ہو یا کسی صالح شخص کے ذریعہ خاص راہنمائی حاصل ہو۔ اس لیے کسی رشتے کے غلط ثابت ہونے پر اللہ کو الزام نہیں دیا جاسکتا۔ عام طور پر نیک شخص دانستہ کسی بدکار سے شادی نہیں کرتا۔ نکاح سے پہلے شریکِ حیات کے بارے میں مکمل تحقیق کرنی چاہیے، اگر کسی کے عیوب معلوم ہونے کے باوجود نکاح کیا جائے، تو یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شخص حقیقی معنی میں نیک نہیں۔

☆ احمدیہ مسلم ویمن سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کینیڈا کے وفد کی 19 اکتوبر 2025ء کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہوئی جس میں اکنامکس اور فنانس کی ایک طالبہ نے حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ آج کل موسیقی کے Concerts میں جانا بہت عام ہو گیا ہے۔ اس بارے میں پیارے حضور کی کیا راہنمائی ہے؟

اس پر حضورِانور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اتنا ویلہ (فارغ یا بیکار) وقت ہے سٹوڈنٹس کے پاس کہ میوزک Concerts میں جانا ہے۔ اتنا فارغ وقت ہوتا ہے؟ پڑھنے کے بعد وقت مل جاتا ہے یونیورسٹی سے آ کے اور کام کر کے کہ Concerts جو ہوتے ہیں کہ ان میں چلے جاؤ؟ اور وہاں کیا ہوتا ہے، ہاہُو، وہ تو کان پھٹتے ہیں، شور شرابا ہی ہوتا ہے اور Volume اتنا اونچی کر کے لگایا ہوتا ہے کہ آدمی جب واپس آتا ہے تو میرا خیال ہے کہ دو دن تو اس کے کانوں میں آوازیں آتی ہوں گی، کیونکہ جس طرح ٹی وی پر دکھا رہے ہوتے ہیں وہ تو کان پھاڑنے والی باتیں ہوتی ہیں۔

حضورِانور نے اپنا فارغ وقت کسی تعمیری اور مفید کام میں صَرف کرنے کی بابت نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لیے کوئی Constructive کام کرنا چاہیے۔ فنانس اور اکنامکس پڑھنے والے کو تو ویسے ہی یہ چیزیں فضولیات لگتی ہیں۔ ان کو وقت ہی نہیں ملتا۔ وہ تو اپنے حساب کتاب میں بھی زیادہ مصروف ہوتا ہے۔ اسے Creative Mind ہونا چاہیے کہ مَیں نے کیا کیا پیدا کرنا ہے، کس طرح موجودہ Economy کو بہتر کرنا ہے اور کس طرح مَیں یہ کر سکتا ہوں، کس Assignment کو مَیں نے کس طرح لکھنا ہے اور اس کو کس طرح مَیں نے کرنا ہے۔ سو یہ ساری چیزیں اگر کرنے کا وقت ہے، سنجیدگی سے کرو، تو Concert وغیرہ کے اُوپر جانے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ پہلے ہی Concerts جو ہیں، بعض لوگ وہاں کھڑے ہو کے ڈانس بھی شروع کر دیتے ہیں، پھر تم کہو گی کہ چلو ہم بھی ڈانس کر لیں۔

آخر میں حضورِانور نے مذکورہ نصائح کی روشنی میں متنبّہ فرمایا کہ یہ ساری چیزیں غلط ہیں۔ ایسی چیزیں جس سے بُرائی پھیلنے کا خیال ہو اس سے رُکنا بہتر ہوتا ہے۔ اور بہتر یہی ہے کہ رُک جاؤ تو تمہارے مستقبل کے لیے بہتر ہو گا۔ (الفضل انٹرنیشنل 1 نومبر 2025ء)

بقیہ از صفحہ 18

تذلّل کرو تا تم بخشے جاؤ... اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو''۔

(کشتی نوح صفحہ 12، روحانی خزائن جلد 19)

پس تکبر اور انانیت کے بتوں کو پاش پاش کرنا ایک پاکیزہ اور پُرامن احمدی معاشرے کے قیام کے لئے نہایت ضروری ہے۔ خاص طور پر وہ احباب جنہیں مختلف جماعتی ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں، ان کے لئے تو یہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ ابھی چند ماہ قبل ہی حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت برطانیہ کی مجلس شوریٰ سے خطاب میں اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ صرف وہ قربانیاں اور خدمات عنداللہ قبولیت کا شرف پاتی ہیں جو محض للہ کی جاتی ہیں۔ جو قربانیاں اور خدماتِ نفس کی بڑائی، نام ونمود یا عزّت کے لئے کی جاتی ہیں وہ ہمیں نفع نہیں دے سکتیں۔ فرمایا:

''کسی کو خیال نہ آئے کہ جماعت کی کامیابی آپ کی کسی قابلیت کا نتیجہ ہے۔ اس کے برعکس یہ خیال ہو یہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہوا ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 31 مئی 2025ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ فرمایا: ''ایک ایم اے تھا۔ اس نے ایک وقت نیک نیتی سے کام کیا۔ مسیح کے دامن سے وابستہ ہونے میں نجات دیکھی۔ خدا نے اسے یہ اجر دیا کہ دنیا بھر میں اسے مشہور کر دیا... اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جو کچھ ہوں میں ہوں۔ خدا نے ایک پل میں ذلیل کر دیا''۔ پھر اُنہی لوگوں کے متعلق جو بعد میں نظامِ خلافت سے الگ ہو گئے تھے فرمایا: ''خدا جماعت بنا رہا تھا اور انہیں عزت دینے کے لئے ان کے ذریعے سے کام کرا رہا تھا وہ سمجھے جو کام ہے وہ ہم ہی کر رہے ہیں اس لئے خدا نے ان سے وہ کام چھین لیا... سنو! اب بھی وہ جھوٹا ہے جو کہے مَیں نے یہ کیا۔ کسی نے نہیں کیا، نہ مَیں نے کیا، نہ تم نے کیا، اللہ نے کیا اور وہی آئندہ کرے گا''۔

(خطباتِ محمود، جلد 3، صفحہ 9 تا 10)

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

برطانیہ میں سیاسی پناہ کے قوانین میں تبدیلی

برطانیہ میں سیاسی پناہ کے قوانین کی تبدیلی کر کے انہیں مزید سخت کر دیا گیا ہے اور اب کیس منظور ہونے کے بعد مستقل رہائش کے لئے پانچ سال کی بجائے بیس سال انتظار کرنا ہوگا۔اسی طرح سیاسی پناہ کی مدت پانچ سال سے کم کر کے تیس ماہ کر دی گئی ہے۔قوانین میں یہ تبدیلیاں ڈنمارک کے ماڈل سے ملتی جلتی ہیں۔یہ اقدام داخلی سطح پر دائیں بازو کی قوتوں کی مقبولیت میں اضافے کو روکنے اور غیرقانونی راستوں سے آنے والوں کی روک تھام کے لئے اٹھایا گیا ہے۔علاوہ ازیں کامیاب کیسز کا جائزہ بھی لیا جاتا رہے گا اور آبائی ملک کے حالات ٹھیک ہوتے ہی انہیں واپس بھیجنے پر بھی غور کیا جائے گا۔

جرمنی کی پہلی خلائی دفاعی پالیسی

خلائی سلامتی کے حوالے سے جرمنی نے اپنی پہلی خلائی دفاعی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ روس اور ممکنہ طور پر چین کی جانب سے بڑھتے ہوئے خطرات کے پیش نظر وہ 2030ء تک خلائی دفاع کے لئے 35 بلین یورو خرچ کرے گا۔نیز فوجی اور دفاعی صلاحیتوں میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔جرمن وزیر دفاع نے اس خلائی دفاعی پالیسی کا اعلان برلن میں ایک پریس کانفرنس میں کیا۔

یوکرینی فوج چھوڑنے والوں کی تعداد میں اضافہ

روس اور یوکرین کی جنگ رکنے کا نام نہیں لے رہی اور دوسری طرف یوکرینی فوج چھوڑنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔حالیہ خبروں کے مطابق صرف نو ماہ میں فرار ہونے والے فوجیوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور یہ سبھی تھکن کا شدید شکار تھے۔حکومت اس سنگین مسئلے کو معافی کے ایک نئے قانون کے ذریعہ قابو پانے کی کوشش کر رہی ہے جس کے تحت نومبر 2024ء سے اگست 2025ء تک بیس ہزار کے قریب فوجی رضا کارانہ طور پر واپس بیرکوں میں آ چکے ہیں۔سال رواں کے اعداد و شمار کے مطابق فوج چھوڑنے والوں کے خلاف مقدمات کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے اور یہ بدستور ایک سنگین مسئلہ ہے۔

دنیا بھر میں 417 ملین بچے غربت کا شکار

یونیسیف کی ایک حالیہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں 417 ملین بچے شدید ترین غربت کا شکار ہیں۔کم اور متوسط آمدنی والے ممالک میں ایسے بچوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے جو تعلیم، صحت اور غذائیت کی کمی کا شکار ہیں۔رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے کہ موسمیاتی تبدیلیاں اور مختلف تنازعات مزید خاندانوں کو غربت میں دھکیلنے کا باعث بن سکتے ہیں۔سب سے زیادہ متاثرہ خطہ افریقہ میں جنوبی صحارا ہے جبکہ جنوبی و مشرقی ایشیا اور بحرالکاہل کے خطوں میں بھی بچوں کی اس محرومی کی شرح تشویشناک ہے۔

غزہ امن منصوبہ کی منظوری

سلامتی کونسل نے غزہ امن منصوبہ کی منظوری دے دی ہے جس کے 15 میں سے 13 ارکان نے تجویز کے حق میں ووٹ دیا جبکہ روس اور چین نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔اس امریکی امن منصوبے کے تحت اسرائیل اور حماس کے درمیان فائر بندی کو مستحکم کرنے کے لئے ایک بین الاقوامی استحکام فورس کی تعیناتی کا منصوبہ بھی شامل ہے۔صدر ٹرمپ نے اس کو تاریخ کی سب سے بڑی منظوریوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔

یوکرین کے حوالہ سے امریکی امن منصوبہ

یوکرین کے صدر زیلنسکی نے امریکی صدر کے امن منصوبے کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کرتے ہوئے روس کے ساتھ جنگ کے خاتمے کے لئے امریکی منصوبے میں شامل تجاویز پر خلوص نیت سے عمل درآمد کرنے کی یقین دہانی کروائی۔انہوں نے ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ Kiev سے غداری بھی نہیں کریں گے اور قومی مفادات کو نظرانداز نہیں کریں گے۔

پوپ لیو کا استنبول کی تاریخی مسجد کا دورہ

پوپ لیو چہارم نے 29 ستمبر کو استنبول کی تاریخی سلطان احمد مسجد کا دورہ کیا۔تاہم مسجد کے اندر کسی رسمی مذہبی عمل میں شرکت نہیں کی۔یہ دورہ پوپ لیو کے پہلے غیرملکی سرکاری سفر کا حصہ ہے، جو رواں سال مئی میں پوپ منتخب ہونے کے بعد شروع ہوا۔مسجد کے مفتی نے خود پوپ کا استقبال کیا اور انہیں مسجد کے وسیع صحن اور اندرونی حصے کی سیر کرائی۔یہ مسجد ایک ساتھ دس ہزار نمازیوں کی گنجائش رکھتی ہے۔پوپ نے مفتی اعظم کے ساتھ گرمجوشی سے گفتگو کی اور مسجد کی فن تعمیر کی تعریف کی۔

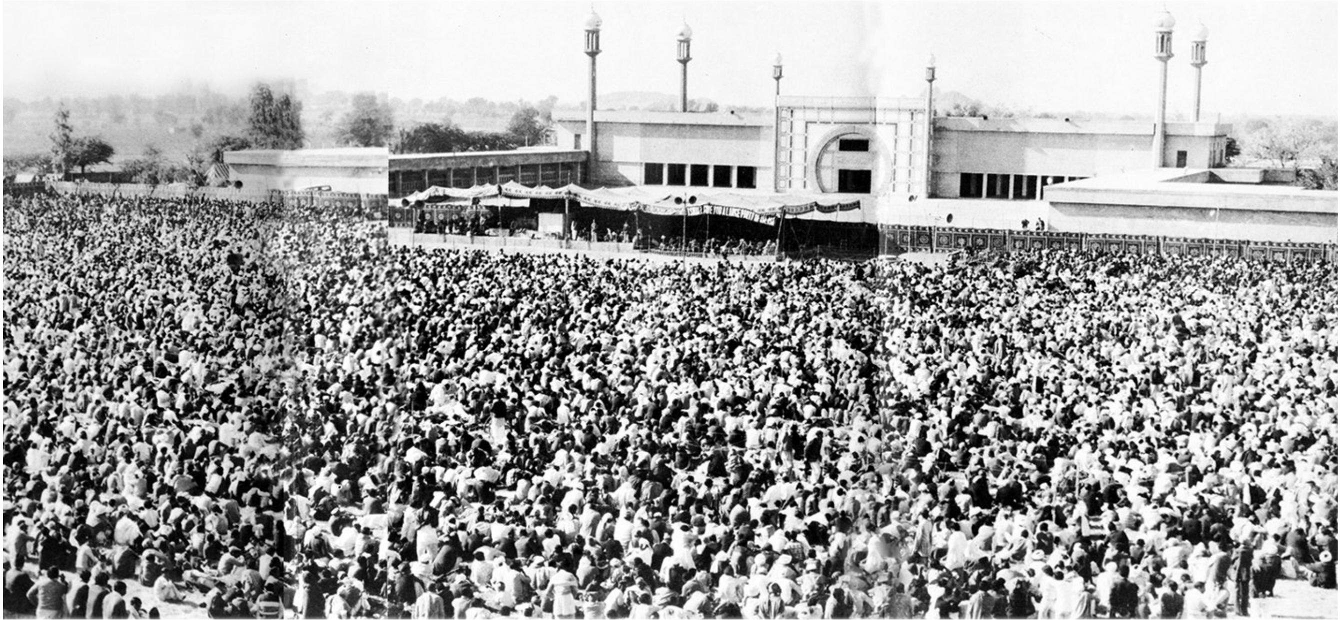

محترمہ امۃ الباسط ایاز صاحبہ، لندن

جلسہ سالانہ کے دوران

ربوہ کا ایک گھر

حدیث نبویؐ ہے کہ جب کسی جگہ ذکر الٰہی کی بابرکت مجلس ہو تو فرشتے اس مجلس کو اپنے پروں تلے ڈھانپ لیتے ہیں اور اس میں شامل تمام لوگ اللہ کے افضال سے حصّہ پاتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اتفاقاً شامل ہونے والا بھی فیض پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو ایسی پاکیزہ اور بابرکت مجالس کے انعقاد کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ اس میں سے ایک مجلس جلسہ سالانہ کی بھی ہے جو خداتعالیٰ کی تائید و نصرت اور جماعت کی روزافزاں ترقی کا ثبوت ہے۔ اس بابرکت جلسہ کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے خداتعالیٰ کے اذن سے 1891ء میں رکھی۔ قادیان کی گمنام بستی میں منعقد ہونے والے اس ایک روزہ جلسہ میں شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد 75 تھی۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں شامل ہونے والے عشاق کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے اور دنیا بھر کی قومیں اپنے اپنے علاقوں میں جلسہ کی برکات سے فیض یاب ہو رہی ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق ہر قوم بلاامتیاز رنگ و نسل اس چشمہ سے سیراب ہو رہی ہے۔

چنانچہ جہاں ان جلسوں کا انعقاد ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی طرف متوجہ کرتا ہے وہاں بحیثیت فردِ جماعت اپنے جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس جلسہ کے اغراض اور اعلیٰ مقاصد سے بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جلسہ سے حقیقی معنوں میں فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرماتا رہے، آمین۔

اب میں کچھ ان جلسوں کے حالات جو دیکھے اور سُنے ہیں اپنی یادداشت کو واپس لاکر قارئین کے لیے پیش کروں گی۔ ربوہ کے جلسہ سالانہ سے شروع کرتی ہوں جب مَیں خود بھی چھوٹی سی بچی تھی، ہم کچے مکانوں میں رہتے تھے۔ سال کے شروع ہوتے ہی ہمیں اپنے رشتہ داروں کا جو ربوہ سے باہر شہروں میں آباد تھے، اُن کا جلسہ پر آنے کا انتظار شروع ہو جاتا تھا۔ دسمبر کے آخر میں جلسہ کے ایام میں سردی اپنے جوبن پر ہوتی، سکولوں میں بھی چھٹیاں ہو جاتی تھیں۔ مہمانوں کی آمد جلسہ سے ایک ہفتہ قبل شروع ہو جاتی اور ایک ہفتہ بعد تک مہمان داری رہتی تھی۔ ہماری اُمی جان مہمانوں کی خاطر اپنے گھر کو مہمان خانہ کی شکل میں بدلنے کے لئے تیاری شروع کر دیتیں۔ کمروں کی صفائی کی جاتی، سفیدی اور پینٹ وغیرہ کیا جاتا، کرسیوں کو صاف کیا جاتا، گھر میں جہاں مرمت کی ضرورت ہوتی وہ کروائی جاتی یا خود بھی کر لیتیں۔ بستروں کی چادریں اور کھڑکیوں کے پردے دھوبی کو دیئے جاتے یا بعض اوقات خود بھی محنت کرتیں اور اپنے ہاتھوں سے دھوتیں۔ سردی سے بچاؤ کے لئے رضائیاں تیار کی جاتیں۔ اس زمانہ میں ہیٹر دستیاب نہ تھے اس لئے اپنے ہاتھ سے مٹی کی چھوٹی چھوٹی انگیٹھیاں بنا کر تیار رکھتیں، کوئلوں کی بوری منگوا لیتیں تاکہ مہمانوں کو سردی سے بچایا جا سکے۔ وہ زمانہ گیزر (Geyser) کا بھی نہیں تھا اس لئے اُمّی جان علی الصبح سب سے پہلے لوہے کی انگیٹھی جو تھوڑی بڑی تھی، جلا کر بڑا دیگچا پانی کا بھر کر گرم ہونے کے لئے مہمانوں کے وضو کے لئے رکھ دیتیں۔ ہم بچوں کی ڈیوٹیاں تھیں کہ جب جب دیگچے میں پانی کم ہو ہم اُس کو بھرتے رہیں۔ سچ پوچھیں تو ہمیں یہ کام کرنا اتنا اچھا لگتا تھا اور اتنا سکون ملتا تھا جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ساتھ ہی ناشتے اور چائے کے لئے بھی دیگچہ

چولہے پر چڑھا ہوتا تھا، چائے نکالنے کے لئے ایک مگ ڈھکن پر رکھا ہوتا تھا۔ ہر مہمان خود ہی اپنے مگ بھر لیتے اور ٹوکرے سے حسب خواہش وضرورت رَسک لے کر پیچھے ہٹ جاتے۔ اس مختصر مگر منظّم ناشتہ کے بعد ہم خوشی خوشی جلسہ پر جانے کے لئے اپنے بیجیز (Badges) لگا کر اُوپر موٹی سی چادر اوڑھ کر ڈیوٹی دینے چل پڑتے۔ اُس وقت اوورکوٹ (Overcoat) کا زمانہ نہیں تھا۔ ڈیوٹی دینے کا اتنا شوق ہوتا تھا کہ کبھی کبھار تو ناشتہ کرنا بھی بھول جاتے تھے لیکن یہ بہت ضروری ہوتا کہ جانے سے پہلے اُمی جان کو بتا کر جاتی کہ مَیں جلسہ پر جارہی ہوں۔ کبھی کبھی اُمی جان پوچھ بھی لیتیں کہ جلدی کیوں جارہی ہو گھر میں میری کچھ مدد کر کے جائیں تو میں معذرت کرتی اور کہتی کہ میری آپا اچھی امۃاللہ خورشید صاحبہ مدیرہ مصباح نے کہا کہ جلدی آکر دفتر سے مصباح لے کر جانا اور پانی کی ڈیوٹی کرتے وقت تم تھیلا دوسرے کندھے پر ڈال کر مصباح بھی فروخت کرتی جانا اور شام کو مجھے حساب دے دیا کرنا۔ تھیلے سے ایک مصباح ہاتھ میں پکڑے رکھتی اور ساتھ مہمانوں کو پانی پلانے کی ڈیوٹی بھی دیتی اور اس ڈیوٹی دینے میں کتنا مزا آتا تھا۔ پانی پلانے کے لئے ایک ہاتھ میں درمیانے سائز کی بالٹی سٹینڈ سے بھر کر لانا، اُس کے اندر آب خورہ (مٹی کا بنا ہوا گملا نما گلاس) جو ہر ڈیوٹی دینے والے کو دیا جاتا تھا۔ ایک

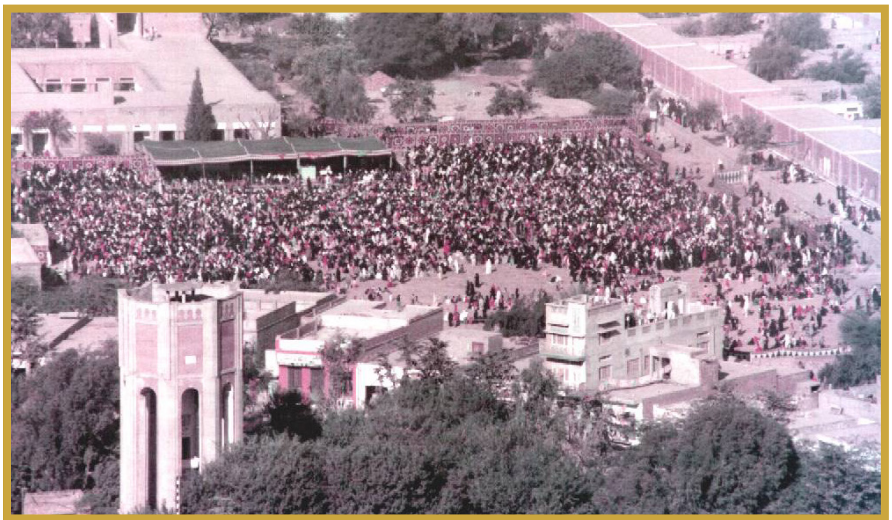

جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر لجنہ جلسہ گاہ کا ایک منظر

ہی گلاس کو بالٹی سے بھر کر یعنی ڈبو کر پانی پلاتے تھے۔ اب ہمارے جلسوں میں ننھی منی پیاری پیاری بچیاں آپ کے پاس آکر پانی پلاتی ہیں تو اپنا گزرا سادہ سہانا بچپن یاد آجاتا ہے۔ کیا ہی خوبصورت زمانہ تھا۔ سب کارکنان کو دل سے دعا دیتی ہوں۔ اسی طرح نظم وضبط کی ڈیوٹی دینے والی بہنوں کے ہاتھوں میں پوسٹر دیکھ کر بہنیں خود ہی خاموش ہو جاتی ہیں اور تسبیح کرنے لگ جاتی ہیں۔ پھر ربوہ کی یادوں کی طرف آتی ہوں۔ جلسہ کے دنوں میں ہمارے گھر کے تمام کمرے خالی کر دیئے جاتے اور اُن میں کسیر یا پرالی (مونجھی کے سوکھے ٹانڈے) منگوا کر ڈال دی جاتی، وہ ایسے سمجھ لیں جیسے موٹے موٹے گدیلے بن جاتے اُن پر چادریں بچھا کر

کوئلوں سے سلگتی ہوئی انگیٹھیاں لے کر رات کو سب مل کر بیٹھتے اور خوب گپ شپ ہوتی۔ ساتھ میں ہماری اُمی جان کا مہمان داری کے لئے منگوائے ہوئے خشک میوہ جات بادام، اخروٹ، مونگ پھلی وغیرہ یہ سب مل کر ہم کھاتے اور یہ سب ہماری خوشیوں کو دوبالا کر دیا کرتے۔

ہمارے گھر میں ہمیں یہ سمجھایا جاتا تھا کہ جلسے کے تمام پروگرام، تقاریر پوری توجہ سے سننی ہیں۔ اس لئے ہم وقت پر صبح سویرے اُٹھ کر جبکہ مَیں آخر میں رات کو سب کو گرم قہوہ یا چائے پلا کر باورچی خانہ وغیرہ کا دروازہ بند کر کے فرش پر معمولی گدیلا بچھا کر سو جاتی تھی۔ باورچی خانہ لکڑیوں سے جلنے والے چولہے کی وجہ سے گرم رہتا تھا جس سے بہت مزے کی نیند آتی تھی اور مَیں علی الصبح اذان کی آواز سے جو مسجد مبارک میں لاؤڈ سپیکر پر ہوتی، بیدار ہو جاتی۔ یہاں مَیں یہ بتاتی چلوں کہ چونکہ اپنی اُمی جان کی بڑی بیٹی ہونے کے ناطے اُن کا دست راست بن کر بھاگم بھاگ کام کیا کرتی تھی اس لئے سب مجھے پیار بھی بہت کرتے تھے اور خیال بھی رکھتے تھے۔ صبح ہی جلدی جلدی تیار ہو کر جلسے کی ڈیوٹیوں کے لئے نکلتی، کار یا تانگہ تو اُن دنوں ہوتے نہیں تھے پیدل ہی مزا لیتے ہوئے جاتے۔ راستہ بھر احباب کو دیکھتے ہوئے کہ لنگر سے بالٹیوں میں گرما گرم دُھواں نکلتا ہوا سالن دوسرے ہاتھ میں دسترخوان میں لپٹی ہوئی تازہ تازہ روٹیاں ہوتیں، یہ نظارے ہمیشہ یادوں میں رہتے ہیں۔ صبح کو اکثر لوگ گھر سے کھانا کھا کر ہی جلسہ گاہ پہنچتے

لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ میں کھانا پکنے کا ایک منظر

ربوہ میں ہونے والے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی تھی

تھے۔ لیکن ہمارے اُوپر والدین کی طرف سے یہ ذمہ داری بھی تھی کہ ڈیوٹیوں کے ساتھ ساتھ توجہ سے تقاریر بھی سنی ضروری ہیں کیونکہ کسی وقت بھی ہماری اُمی جان یا اباجان ہمارا امتحان لے سکتے ہیں کہ آج کیا تقریر ہوئی تھی۔ خواتین کی تقاریر بہت غور سے سنی جاتیں جن میں سے کچھ آج بھی یاد ہیں مثلاً حضرت مہر آپا صاحبہ، چھوٹی آپا اُمّ متین صاحبہ، نصیرہ نزہت صاحبہ اور نسیم سعیدہ صاحبہ وغیرہ کی تقاریر بہت معیاری، پُراثر ہوتیں۔

ربوہ میں ایک جلسہ پر جب میری اچھی آپا مرحومہ مدیرہ مصباح تھیں اُن کی مستورات کے جلسہ میں تقریر تھی جو بہت پسند کی گئی جبکہ مَیں اُس وقت ڈیوٹی پر تھی، تقریر ختم کرنے پر جب وہ سٹیج سے نیچے اُتریں تو مَیں نے بھاگ کر اُنہیں اپنے گلے لگا کر مبارک باد دی تو وہ بہت خوش ہوئیں اور ساتھ ہی مجھے کہا جائیں اپنی ڈیوٹی دیں گھر آکر پھر جتنا جی چاہے مل لینا۔ اسی طرح جب حضرت اباجان (مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحبؓ مرحوم) کی تقریر ہوتی تھی تو ہم سب مہمانوں سمیت مل کر گھر واپس آکر اباجان کو مبارک باد دیتے اور چائے پیتے اور پھر اباجان دعا کرواتے۔ مجھے یہ بھی اچھی طرح یاد ہے جب جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مولانا جلال الدین شمس صاحب اور مولانا عبدالرحمٰن خادم صاحب کے ہمراہ حضرت اباجان کو خالد احمدیت کے خطاب سے نوازا۔ اُس وقت مَیں اتنی سمجھ نہیں رکھتی تھی اور نہ جانتی تھی کہ اتنی بڑی خوشی کی کیا بات ہوسکتی ہے لیکن جب میں گھر آئی تو کیا دیکھتی ہوں میری بڑی بہن اچھی آپا اباجان کے گلے لگی ہوئی ہیں، رو رہی ہیں اور بار بار اُن کو مبارک باد دیتی جارہی ہیں۔ اس پر پھر مجھے سمجھ آئی کہ یہ کتنی بڑی اور مبارک بات ہوئی ہے، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

میری شادی جامعہ نصرت میں تھوڑا عرصہ پڑھنے کے بعد ہی ہوگئی تھی۔ اور شادی کے فوراً بعد مشرقی افریقہ چلی گئی۔ میرے شوہر کی سرکاری ملازمت تھی اور جب بھی اُنہیں رخصت ملتی ہم ربوہ ضرور جاتے، کبھی تو جلسہ دیکھ پاتے اور کبھی ویسے ہی واپس آنا پڑتا یعنی ہمارا بھی وہی حال ہوگیا تھا جیسے اسلام آباد سے باہر مختلف ممالک میں رہنے والوں کا حال ہے۔ سال بھر چھٹی جمع کرتے ہیں، اپنی پونجی بچا بچا کر جمع کرتے ہیں اور تیاری کر کے چند دنوں کے لئے یہاں اپنے اپنے ٹینٹ لگا کر یا ہوٹل بک کروا کر یا کچھ لوگ اپنے عزیزوں کو پہلے سے اطلاع کر دیتے ہیں کہ ہم آپ کے پاس ٹھہریں گے۔ میزبان بھی بہت مہربان ہوتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ جماعت کی طرف سے بھی انتظامات کئے جاتے ہیں۔ بیت الفتوح کے ارد گرد رہائش اختیار کرنے والوں کے لئے جماعت کوچز کا بہترین انتظام کرتی ہے۔ ہمارے خدام اور اطفال جو ڈیوٹیوں پر ہوتے ہیں آپ کو خوش آمدید کرتے ہیں، سیٹوں پر بٹھاتے ہیں، پیاری پیاری نظمیں اور ترانے لگا کر دعاؤں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے قطار در قطار بسیں حدیقۃ المہدی بروقت پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خیال رکھا جاتا ہے کہ راستہ بھر آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح واپسی پر چاک و چوبند خدام کھانے کے پیکٹ لوگوں کو دیتے ہیں، بچوں کو چاکلیٹ وغیرہ دیتے ہیں۔ یہ بہت ہی دلچسپ اور جذبوں سے بھرپور سفر ہوتا ہے جس کی مٹھاس ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ ہمارے جلسوں کا ماحول اپنے ساتھ بہت برکتیں رکھتا ہے۔ سب پیار، محبت اور خوشیاں لے کر گھروں کو لوٹتے ہیں۔ اُن کو گھر جیسی سہولت اور آرام نہ بھی مل رہا ہو پھر بھی خوش ہوتے ہیں کہ آپ نے مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔ ہم بھی اپنے مہمانوں سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ سال بھر انتظار کے بعد ملاقات ہوتی ہے اور مہمانوں کے ساتھ گزرا ہوا وقت ہمیشہ یاد رہتا ہے۔

یہ جلسہ کے حوالہ سے میری چند یادیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جلسہ کے اغراض و مقاصد سامنے رکھتے ہوئے جلسوں میں شامل ہونے، ڈیوٹیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ پیارے آقا کے لئے بھی خاص طور پر دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی والی لمبی عمر سے نوازے۔ آمین۔

صدر مجلس انصاراللہ جرمنی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مجلس شوریٰ انصاراللہ جرمنی کی سفارش پر مکرم بشیر احمد رہان صاحب کو سال 2026/27ء کے لیے صدر مجلس انصاراللہ جرمنی منظور فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی قیادت میں مجلس انصاراللہ جرمنی کو ترقیات سے نوازے، آمین۔ (ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی)

مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب

ذکر ٹی آئی کالج اولڈ بوائز ایسوسی ایشن جرمنی کے سالانہ عشائیہ کا

اس شہر میں اس کا بدل ہی نہیں
کوئی ویسا جانِ غزل ہی نہیں

نومبر کے مہینے میں ٹی آئی کالج کے سابق طلباء، گئے موسموں کی یادوں کی خوشبو دل میں بسائے، پرانی یادیں تازہ کرنے، ماضی کے دھندلکوں میں چراغ روشن کرنے، اپنے اساتذہ اور دوستوں کا ذکر کرنے اور قلب ورُوح کو گرمانے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور دوستوں سے مل کر، گلے لگا کر، خوش گپیاں کر کے، ایوان غزل میں لفظوں کے گل دان سجاکر اور شعروں کے چراغ جلا کر، دِل نشیں، دِل رُبا اور دِل گیر یادیں لے کر واپس لوٹتے ہیں۔ یہ محفل خزاں کی رُت میں بہار بن کر آتی ہے۔

میں خزاں کی شام ہوں۔ رُت بہار کی ہے تُو
دوستوں کے درمیاں۔ وجہِ دوستی ہے تُو

اس محفل سے یادوں کے گلشن پر بہار آتی ہے۔ سُراغ زیست ملتا ہے اور حیات صرف حسرتوں کی داستان معلوم نہیں ہوتی۔ یہ محفل غمِ فُرقت بھی دیتی ہے تو وصل کی راحت بھی۔ یہ زخم بھی دیتی ہے اور مرہم بھی۔ دردِ دل بھی جگاتی ہے اور علاجِ دردِ دل بھی۔ اس جانِ بہار محفل کی یادوں کے سہارے اور اگلی محفل کی امید، تصوّر اور انتظار میں سال گذر جاتا ہے۔

گھوم جاتی ہے نظر میں اک بہشتِ کیف و رنگ
جھوم جاتا ہے مرا دل سُن کے مے خانے کا نام

گو میں اس عظیم درس گاہ سے جلبِ علم نہ کر سکا لیکن اس گلشنِ عہد بہار کے دیوانوں اور خوشہ چینوں میں ضرور شامل ہوں۔ اس سے قلب وجان کا رشتہ ہے۔ میں اس کی خاک کے برابر بھی نہیں لیکن اسے دیکھا اور چاہا ضرور ہے اور اس پر فخر کیا ہے اور اس مادرِ علمی کے بانی کے پیارے اور روشن چہرے کے دیوانوں اور پرستاروں میں سے ایک ہوں۔

قرآن کریم میں دو مقدّس ہستیوں کا ذکر ملتا ہے جو باپ بیٹا تھے اور انہوں نے شہر مکہ اور بیت اللہ آباد کیا۔ ربوہ شہر بھی مقدّس باپ اور اس کے بیٹے کی یاد دلاتا ہے۔ اولوالعزم باپ نے یہ شہر بسایا اور اپنے آنسوؤں اور دعاؤں سے اسے آباد کیا۔ بیٹے نے بھی شہر کے بسانے میں اپنا بھر پور کردار ادا کیا اور پھر ایک عظیم الشان درس گاہ تعمیر کی اور اس کی بنیادوں میں اپنے جگر کا خون بھرا اور اس ادارہ میں ایسی روح پھونکی کہ کچھ عرصہ میں وہ ملک کے بہترین کالجوں میں شمار ہونے لگا اور آج اس کی بازگشت ملکوں ملکوں سنائی دیتی ہے۔ دنیا میں ہر جگہ اس کے طالب علم موجود ہیں اور اکثر ملکوں میں اولڈ بوائز کی تنظیمیں موجود ہیں جو اس کا نام، کام اور یاد تازہ رکھے ہوئے ہیں۔ دنیا کے کسی کالج کو یہ اعزاز حاصل نہیں۔

بھائی عبدالغفور ڈوگر صاحب کے شفیق اور بزرگ والد محترم اس عاجز سے محبّت اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ وہی خلوص اور محبّت بیٹے کی فطرت میں بھی ودیعت ہے۔ وہ بُلاتے ہیں اور ہم ہیں کہ بندھے چلے آتے ہیں۔ غفور ڈوگر صاحب نے اس تنظیم میں نئی روح پھونک دی ہے۔ سارا سال ہی کسی نہ کسی پروگرام کا چرچا رہتا ہے۔ کبھی سائیکل سفر ہے تو کبھی باربی کیو کا پروگرام، کبھی کھیلوں کا غلغلہ ہے تو کبھی سیر وسیاحت کا، کبھی کسی کتاب کی رونمائی تو کبھی بزمِ شعر وسخن۔ خدمت خلق کے پروگرام بھی ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ کبھی غریب طلباء کی مدد ہو رہی ہے تو کبھی نادار لوگوں کی، کبھی رمضان پیکٹ تیار کیے جاتے تو کبھی افریقہ کے تپتے ریگستان میں کنویں لگائے جا رہے ہیں۔ کہیں مدرسے بنائے جاتے ہیں تو کہیں مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ کام ہوتا نظر آرہا ہے لہٰذا خداترس لوگ دل

باقی صفحہ 42 پر

رپورٹ: مکرم صادق محمد طاہر صاحب

سالانہ عشائیہ

تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

تعلیم الاسلام کالج ایک ایسا ادارہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت سربراہی میں قائم کیا گیا۔ دراصل یہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان، جس کی بنیاد 1898ء میں رکھی گئی تھی، سے ترقی پاتے ہوئے پہلے مڈل سکول اور پھر نویں، دسویں کلاسز سے ترقی کرتے کرتے بہت جلد ایک کالج کی شکل اختیار کر گیا جس کا افتتاح 1903ء میں حضورؑ کے ارشاد کے مطابق ہوا۔ تاہم مالی مشکلات کی وجہ سے دو سال بعد اسے بند کرنا پڑھا۔ اس کے بعد خلافت ثانیہ میں 1944ء میں دوبارہ افتتاح ہوا۔ اس کی تاریخ بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے جو تاریخ احمدیت جلد 9 کے ابتدائی صفحات پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی میں آبسنے والے اس کالج کے سابق طلباء نے اس عظیم درسگاہ کی یادوں کو زندہ رکھنے کے لیے ایک تنظیم قائم کر رکھی ہے جسے تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا نام دیا گیا۔ یوں تو یہ تنظیم ایک لمبے عرصہ سے قائم ہے تاہم اس کے موجودہ صدر مکرم عبدالغفور ڈوگر صاحب نے اس کی روایات کو زندہ اور جاری رکھنے کے لیے قابل قدر مساعی کی ہے۔ یہ تنظیم دوران سال مختلف پروگرامز کا انعقاد کرتی ہے اور سال میں ایک عشائیہ خصوصی طور پر منعقد کیا جاتا ہے جسے ''سالانہ ڈنر'' کا نام دیا گیا ہے۔ امسال یہ عشائیہ 9 نومبر 2025ء بروز اتوار بیت السبوح فرانکفرٹ میں منعقد کیا گیا جسے تین نشستوں میں منقسم کیا گیا۔ دوپہر سوا دو بجے تلاوت قرآن سے تقریب کا آغاز ہوا جو مکرم عبدالحنان ڈوگر صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم محمد ادریس صاحب (ابن مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب مبلغ سلسلہ) نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے منظوم کلام سے چند اشعار ترنم سے پڑھے۔ پہلی نشست شعر و سخن کی تھی جس میں مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب، مکرم عبدالحمید رامہ صاحب اور مکرم عبدالجلیل عباد صاحب، کرم ظفر اللہ محمود صاحب، مکرم طاہر عدیم صاحب، محترم چوہدری شریف خالد صاحب اور مکرم راجہ محمد یوسف صاحب نے اپنا کلام پیش کیا۔ مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب نے پنجابی میں بعض اشعار پیش کیے۔ موصوف نے مسجد مہدی گولبازار ربوہ میں ہونے والے واقعہ کا ذکر بھی اپنے کلام میں پیش کیا۔ اس دوران کینیڈا، یوکے اور امریکہ کے صدران ایسوسی ایشنز نے بھی مواصلاتی ذرائع سے اس پروگرام میں شرکت کر کے اظہار خیال کیا۔

دوسری نشست میں مکرم عبدالغفور ڈوگر صاحب نے ایسوسی ایشن کی کارکردگی کا جائزہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ سال کے آغاز میں 240 رمضان پیکٹ جن میں ضرورت کی مختلف اشیاء موجود تھیں ربوہ بھجوائے گئے۔ ممبرانِ ایسوسی ایشن کا تفریحی پروگرام بھی کیا گیا، جس میں مصر، قزاقستان اور بلغاریہ کا سفر شامل ہے۔ افریقہ میں چھ مساجد کی تعمیر کے لیے چھتیس ہزار یورو وکالتِ مال کو بھجوائے گئے۔ یہ مساجد لائبیریا، ٹوگو اور تنزانیہ میں تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کے علاوہ دو مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ سالانہ سائیکل ٹور کا پانچواں پروگرام تھا جو بفضلِ خدا بہت کامیاب رہا۔ ماہ اپریل 2025ء میں باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں شمولیت کی غرض سے کھلاڑیوں پر مشتمل وفد کو برطانیہ جانے کا موقع ملا اور سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نمازوں کی ادائیگی،

بابرکت صحبت اور معیّت میں تصویر بنوانے کی سعادت بھی ملی۔اس سال ایک شعری نشست Raunheim میں مکرم مبارک صدیقی صاحب کے ہمراہ منعقد کی گئی۔ نیز جلسہ سالانہ اور مجلس انصاراللہ جرمنی کے اجتماع کے موقع پر سٹال اور نمائش کا اہتمام کیا گیا۔امداد طلباء کے سکالرشپ فنڈ میں تینتیس لاکھ نوّے ہزار روپے بھجوائے گئے۔ اللہ تعالیٰ احباب کی قربانیاں قبول فرماتے ہوئے انہیں دین و دنیا کی حسنات سے نوازے، آمین۔

اس کے بعد بعض مہمانان کو بھی اپنے تاثرات بیان کرنے کے لیے دعوت دی گئی، جن میں پہلے مکرم سید بشارت احمد صاحب آف کشمیر مقیم جرمنی تھے۔موصوف 2014ء سے جرمنی کے عدالتی نظام میں بطور اعزازی جج خدمات بجالا رہے ہیں۔ آپ نے اس تنظیم کے اعزازی ممبران میں شامل کرنے پر صدر صاحب اور سیکرٹری صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسوسی ایشن کی تمام مساعی کے پیچھے دراصل خلیفۂ وقت کی دعائیں ہیں جو ترقی کی راہ پر گامزن ہونے میں مددگار ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ایسوسی ایشن کو مزید ترقی دے، آمین۔ اس کے بعد مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے اس عظیم درس گاہ کے سنہری دور کا تذکرہ کیا، نیز اس کے سرکاری تحویل میں جانے کے بعد کی دگرگوں صورت حال کو ''خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا'' سے تشبیہ دی۔ انہوں نے ممبران کو اس کی ابتدائی تاریخ ذہن میں تازہ رکھنے کی تلقین کی اور تنظیم کی خدمات کو سراہتے ہوئے مزید ترقی کے لیے دعائیہ انداز میں اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

اس کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے تنظیم میں نمایاں خدمات اور تعاون کرنے والے احباب میں اسناد اور میڈلز تقسیم کیے۔ میڈلز حاصل کرنے والے احباب کے اسماء درج ذیل ہیں:

مکرم محمود سلیمان صاحب، مکرم قمر احمد عطا صاحب، مکرم عبدالحمید رامہ صاحب، مکرم ماسٹر آفتاب احمد صاحب، مکرم میر ظہور الدین صاحب، مکرم سعید احمد ناز صاحب، مکرم ملک منصور احمد صاحب۔

مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے اپنے خطاب میں انبیاء کی بعثت کے مقصد یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی یاددہانی کروائی اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو ذہن میں رکھنے کی تلقین کی جس میں حضورؑ نے بڑی محبت سے احباب جماعت کو فرمایا: ''اے میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو''۔

بعد ازاں محترم پروفیسر چودھری حمید احمد صاحب نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کے پوتے محترم صاحبزادہ جمیل لطیف صاحب (امریکہ) کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے اس عظیم درس گاہ میں تعلیم حاصل کرنے کو اپنے لیے خاص اعزاز قرار دیتے ہوئے تمام اساتذہ خصوصاً حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور تعلیم الاسلام کالج کے ملک بھر میں امتیازی مقام کا ذکر کیا۔ آپ نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خصوصاً مکرم عبدالغفور ڈوگر صاحب کی قابلِ قدر مساعی کو سراہا جنہوں نے اس تنظیم کو فعال بنانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ آخر میں مولانا حیدر علی ظفر صاحب نے بتایا کہ خدمتِ انسانیت میں جماعت احمدیہ کے کردار کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل لائبیریا کی حکومتی پارٹی کے نائب صدر نے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے وہاں ایک انسٹیٹیوٹ قائم کرنے کی درخواست کی تھی۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر وہ انسٹیٹیوٹ قائم کیا گیا جس کا انہوں نے خود مشاہدہ بھی کیا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔

آخر پر مکرم عبدالغفور ڈوگر صاحب نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا بالخصوص شعبہ سمعی و بصری کا جنہوں نے بہت محنت سے تمام انتظامات کیے۔ اسی طرح مستورات کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے گھنٹوں محنت سے ہال کی تزئین و آرائش کی۔ محترم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ اس کے بعد حاضرین کی خدمت میں پر تکلف کھانا پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس تنظیم کے تمام ممبران کو تنظیم کے مقاصد اور اس عظیم درس گاہ سے حاصل کردہ علوم کی روشنی میں دین و انسانیت کی خدمت کے نئے سنگِ میل عبور کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

بقیہ از صفحہ 40

کھول کر عطیات بھی دے رہے ہیں۔ غرض اس تنظیم کی سرگرمیاں سال بھر جاری رہتی ہیں لیکن سالانہ عشائیہ کا تو رنگ ہی نرالا ہے۔ ہر رنگ میں بہار کا اثبات ہوتا ہے۔ دل و نظر میں پھول کھل اٹھتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ موسمِ گل اس کے آنگن میں آ کر ٹھہر گیا ہے۔ یہ محفل مضطرؔ کی غزل کا رنگین قافیہ اور پرواز ؔ کی مست اور جھومتی نثر لگتی ہے۔

رواں برس کے عشائیہ میں ایک بات دل پر غم کا گہرا سایہ چھوڑ گئی۔ مولانا محمد الیاس منیر صاحب نے جب قرآن کریم کی ایک آیت خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج کالج کی عمارت کی حالت یہی نظارہ پیش کرتی ہے جیسا کہ اس آیت میں ایک شہر کے بارے میں بیان فرمایا تھا جو اپنی چھتوں کے بل گرا ہوا تھا تو دِل غمگین ہو گیا۔ مولانا نے تو صرف ایک مثال دی تھی مگر دل پر وساوس کے گھٹا ٹوپ بادل چھا گئے، بے جا اور فضول خیالات میں بہتا چلا گیا کیونکہ اس آیت میں یہ بھی ذکر ہے کہ ایک نبی کو خدا نے یہ خبر دی تھی کہ سو برس بعد یہ شہر دوبارہ زندہ ہو گا۔ یہ سوچ کر دل بیٹھ گیا حالانکہ اس بات کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی مولانا نے یہ بیان کیا۔ دل کو بہت سمجھایا کہ یہ آیت اس شہر یا اس درس گاہ کے بارے میں نہیں۔ پھر خیال آیا کہ پچاس سال تو گزر چکے اور ان پچاس برسوں میں کئی نیک اور بے قرار روحیں جن کا خونِ جگر اس درسگاہ کی بنیادوں میں کام آیا تھا اس امید میں دنیا سے گزر گئیں کہ کبھی تو یہ شبِ انتظار کٹے گی۔ کبھی تو یہ شجر ہرا ہو گا اور وہ دائمی بہار آئے گی جس کا وعدہ پیش خبریوں میں ہے۔ اُن کو ان پیشگوئیوں اور خدائی وعدہ پر پورا یقین تھا کہ وہ دن ضرور آئے گا لیکن وہ اس دن کو دیکھنے کی آرزو بھی رکھتے تھے۔

ہمیں بھی عہد کے انجام سے تھی دلچسپی
کہ ہم فقیروں کا اس نے ادھار دینا تھا

اب بہت سے دوسرے اس امید پر جی رہے ہیں اور ہر وقت خدا سے یہ دعا اور التجا کرتے ہیں کہ

ہم نہ ہوں گے تو ہمیں کیا؟ کوئی کل کیا دیکھے
آج دِکھلا جو دکھانا ہے، دِکھانے والے

مکرم عبدالماجد وڑائچ صاحب، کینیڈا

مظاہرِ کائنات اور عرفانِ الٰہی

ہم مراکش کے قصبہ مرزوگا (Merzouga) کی سیر کر کے واپس لوٹے ہیں مگر آنکھوں میں اب تک وہ سنہری ریت کے پہاڑ نما ٹیلے، صحرائے خاموش کی وسعتیں اور مٹی کے رنگ میں لپٹا ہوا ازلی حُسن بسا ہوا ہے۔ مرزوگا مراکش کے جنوب مشرق میں واقع صحراء الکُبریٰ کے کنارے ارگ الشبّی نامی ریت کے عظیم ٹیلوں کے دامن میں بسا ہوا ایک مشہور قصبہ ہے۔ یہ نہایت دل نشین مقام ہے جہاں صحرا اور آمازیغ (بربر) ثقافت ایک دلکش امتزاج کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ یہ قصبہ اپنی سنہری ریت کے وسیع ٹیلوں، طلوع وغروب آفتاب کے سحر انگیز مناظر، اونٹ کی سواری اور صحرا میں خیمہ گزینی کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بارہا انسان کو کائنات کی تخلیق میں غور وفکر کی دعوت دی ہے اور اپنی تمام تخلیق کو انسان کے لیے آیات یعنی نشانیاں قرار دیا ہے۔ جس طرح منزل پر پہنچنے کے لیے راستوں اور شاہراہوں پر سمت نما تختیاں یا نشانیاں Directional Road Signs لگائی جاتی ہیں بالکل اسی طرح خدا تعالیٰ نے پوری کائنات کو انسان کے لیے آیات بنا دیا ہے تا کہ وہ ان علامات کو پڑھ کر اپنے خالق تک پہنچ سکے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سَنُرِیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمۡ اَنَّہُ الۡحَقُّ (حٰمٓ السجدۃ 54) پس ہم ضرور انہیں آفاق میں بھی اور اُن کے نفوس کے اندر بھی اپنے نشانات دکھائیں گے یہاں تک کہ اُن پر خوب کھل جائے کہ وہ حق ہے۔

قرآن مجید کی یہ آیت اور ایسی متعدد آیات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ساری تخلیق اُس کے جمال و کمال کی مظہر ہے۔ آسمان سے زمین تک اور قطرۂ شبنم سے کہکشاؤں کی وسعتوں تک ہر شے اپنے وجود سے خالقِ حقیقی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ آفاق کی وسعتوں میں بکھرے پہاڑ، فضائیں اور سمندر ایک ہی خالق کی گواہی دیتے ہیں۔ تخلیق کے ان مظاہر میں معمولی تدبّر بھی قلبِ مشتاق کے لیے یقین کے دروازے کھول دیتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسی مشاہدے کو ایک اور زاویہ سے یوں نکھارا ہے کہ

خوب رویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا

ہم نے صحرا میں دو طرح سے سفر کیا۔ ہماری میزبان کمپنی نے گاڑیوں کا انتظام کیا ہوا تھا جن کے ذریعہ ہم نے خوب صحرا نوردی کی۔ ڈرائیور اپنے فن میں نہایت ماہر تھے اور صحرائی وسعتوں میں انہیں وہ غیر معبّد اور بے نقش راستے خوب یاد تھے جو میرے لیے کافی حیران کن بات تھی۔ عموماً سنا ہے کہ صحرا میں رات کے وقت ستاروں کی مدد سے سمت کا تعین کیا جاتا ہے مگر دن کے وقت شاید وہ شہد کی مکھی کی طرح سورج سے مدد لیتے ہوں گے، واللہ اعلم۔

ایک مقام پر ریت کے ٹیلوں کے دامن میں خیمے ایستادہ تھے جن میں آمازیغ (بربر) قوم کے چند خاندان بستے ہیں جن کی مادری زبان عربی کی بجائے امازغی ہے اور یہ قوم آمازیغ کہلاتی ہے جس کے معنی ہیں ''آزاد لوگ''۔

امازغی زبان اپنے مختلف لہجوں کے ساتھ مراکش، الجزائر، لیبیا اور تیونس وغیرہ میں بولی جاتی ہے۔ ہماری گاڑیاں ان کے خیموں کے پاس رکیں اور ہمیں ان سے ملاقات کا موقع مل گیا۔ صحرائی لوگوں کے چہرے دھوپ میں تپے ہوئے تھے مگر دل محبّت کے چشموں سے لبریز تھے۔ انہوں نے ہمیں گرم چائے پیش کی جو ہم نے ایک بڑے خیمے میں بیٹھ کر پی۔ ان کی مہمان نوازی دیدنی تھی۔ ان کی سادہ مسکراہٹیں، نیلے لباسوں پر جمی ہوئی صحرائی گرد اور چائے کے کپ سے اُٹھتی بھاپ میں اپنائیت جھلک رہی تھی۔ وہ لوگ مادی وسائل کی کمی کے باوجود اپنے قول وفعل سے شکرگزاری کا اظہار کر رہے تھے شاید یہی قناعت ان کی زندگی کا حقیقی اثاثہ ہے۔

صحرا میں دوسرا سفر ہم نے Quad Bikes کے ذریعہ کیا۔ یہ بھی ایک انوکھا تجربہ تھا۔ ابتدا میں ٹیلوں اور ڈھلوانوں پر ان کی ڈرائیونگ کچھ خطرناک محسوس ہوئی مگر تھوڑی دیر بعد ہم انہیں بڑے آرام سے چلانے لگ گئے۔ اسی سفر میں ہم نے ریت پر سکیٹنگ بھی کی۔ سکیٹنگ کرتے ہوئے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ریت کا ہر ذرّہ زبانِ حال سے کہہ رہا ہو کہ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرۃ 116) پس جس طرف بھی تم منہ پھیرو وہیں خدا کا جلوہ پاؤ گے۔

مرزوگا کی ریت پر جب سورج ڈوبنے لگتا ہے تو گویا کائنات کا دل تھم سا جاتا ہے۔ غروبِ آفتاب کا نظارہ دیکھنے کے لیے ہم سرِشام ایک بلند ٹیلے پر پہنچ گئے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ سورج کی آخری کرنیں جمالِ الٰہی کی ایک دلرُبا جھلک ناظر کے باطن میں اتار رہی ہوں۔ وہ منظر بیان سے باہر ہے، وہاں کوئی درخت تھا نہ سایہ، بس آسمان اور ریت اور ان دونوں کے ماوراء خالقِ ازل کی ذات کا احساس تھا۔ مرزوگا سے شہر فاس کی طرف آتے ہوئے ہمیں مراکش کے جنوب مشرقی واحاتی نظام کو دیکھنے کا موقع ملا جو کئی بڑی وادیوں اور واحات پر مشتمل ایک وسیع خطہ ہے۔ یہ تقریباً 71,000 مربع کلومیٹر سے زیادہ رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور دنیا کے سب سے بڑے واحاتی نظاموں میں شمار کیا جاتا ہے۔

لفظ واحۃ (جمع واحات) کا مادّہ (و۔ ح۔ ۃ) ہے۔ یہ عربی فصحیٰ کا ایک قدیم بدوی لفظ ہے جس کا مفہوم ہے ''ٹھہرنے یا آرام کی جگہ'' یعنی ریگستان میں ایسا سرسبز وشاداب مقام یا چشمہ دار آباد جگہ جہاں زندگی کا نشان ہو جسے ہم سبزہ زار یا نخلستان بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایسے علاقے میں پانی، کھجوروں کے درخت، سبزہ اور عموماً آبادی بھی ہوتی ہے اگرچہ اس کے اردگرد خشک صحرائی زمین ہوتی ہے۔

اس سفر میں مجھے پہلی مرتبہ ریگستان دیکھنے کے ساتھ ساتھ نخلستان دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ ریگستان میں انسانی زندگی کا قیام، حیوانات کی بقا اور نخلستانوں کا وجود دراصل زیرِزمین آبی ذخائر Aquifers کی موجودگی سے وابستہ ہے۔ جہاں یہ ذخائر سطح کے قریب ہوں وہاں پانی دستیاب ہو جاتا ہے، نباتات اور حیات کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔ یہی حقیقت قرآنِ مجید کے اس ارشاد میں بیان ہوئی ہے کہ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (الانبیاء 31) اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔ یہ آیت سائنسی طور پر اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ جسمانی زندگی کی بنیاد اور انحصار پانی پر ہے جبکہ روحانی زندگی کی بنیاد اور انحصار بھی آسمانی پانی یعنی الہامِ الٰہی پر ہے۔ مزید برآں یہ آیت تخلیق، ارتقاء اور بقا کے اُس الٰہی قانون کو ظاہر کرتی ہے جس پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے نہایت بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے۔

صحرا میں بظاہر ہر شے عارضی محسوس ہوتی ہے جیسے ریت، خیمے اور ہوا کے نقش مگر ان لمحاتی اور زوال پذیر مناظر میں ایک ابدی حسنِ کامل جلوہ گر ہے جو دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اسی حقیقت کو ایک لطیف انداز میں یوں بیان کیا ہے کہ۔

مجھے دیکھ رفعتِ کوہ میں مجھے دیکھ پستیٔ کاہ میں

اونچے پہاڑوں کی بلندی ہو یا معمولی تنکے کی پستی، سب اسی خالقِ عظیم کی قدرت کا مظہر ہیں۔ وہ حسن جو مخلوق کے پردے میں خالق کو ظاہر کرتا ہے، وہی جمالِ الٰہی وہاں کی فضا میں، وہاں کے لوگوں کی سادگی میں اور غروبِ آفتاب کی سنہری لکیروں میں جھلکتا ہے۔ جیسے فرمایا کہ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ (الذّریات 21) اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے کئی نشانات ہیں۔ موقنین کے قلوب کو مشاہدہ سے معرفت اور شوق سے یقین تک پہنچانے کے لیے خدا نے زمین میں آیات یعنی نشانیاں رکھ دی ہیں۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت 70) اور جو لوگ ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔ اس آیت کے مطابق جو شخص بھی مجاہدہ کرتا ہے وہ اس سے ملاقات کی راہوں کو پالیتا ہے۔

یہ بزمِ مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مِینا اسی کا ہے

یوں مظاہرِ فطرت کے یہ مشاہدات محض نظارے نہیں رہتے بلکہ معرفت کے وسائط بن جاتے ہیں۔ کائنات کا ہر ذرّہ، ہر آہٹ اور ہر رنگ انسان کے باطن میں اُس احساس کو بیدار کرتا ہے جو اُسے اپنے خالق کی پہچان تک لے جاتا ہے۔ یقین کی یہ منزل محض ظاہری آنکھ سے نہیں بلکہ نظرِ باطن یعنی دل کی آنکھ سے حاصل ہوتی ہے۔ جو دل غور وفکر اور شوق ومحبّت کے ساتھ اِس عالَم کو دیکھتا ہے اُس کے لیے زمین وآسمان کی ہر شے ایک آیت بن جاتی ہے اور کائنات کا ہر مظہر اُسے اپنے ربّ کا عرفان عطا کرتا ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے ریگستانوں، نخلستانوں اور تمام عالَم کو اپنی نشانیوں (آیات) کے طور پر پیش فرمایا ہے اسی طرح خلیفۂ وقت کو بھی اپنی ایک زندہ آیت قرار دیا ہے۔ یہ کیا ہی خوبصورت حقیقت ہے کہ خلیفۃ المسیح جمعہ کے دن ایم ٹی اے کے ذریعہ ہماری روحانی فضاؤں میں جلوہ افروز ہو کر وہی جامِ معرفت بانٹتے ہیں جس کا ذکر کیا گیا ہے۔

آگے بڑھتے رہو دم بدم دوستو

فرانکفرٹ میں پینل ڈسکشن

6 نومبر 2025ء کو مسجد نور فرانکفرٹ میں Moschee im Dialog کے عنوان سے پہلی پینل ڈسکشن کا انعقاد ہوا۔ اس نوعیت کے پروگرام اب مستقل بنیادوں پر کیے جائیں گے، ان شاءاللہ۔ پروگرام کی منصوبہ بندی کے لیے خاکسار کی نگرانی میں ایک ٹیم مقرر کی گئی۔ افتتاحی نشست کا موضوع ''وطن عزیز یا محض مہمان، مسلمان دورِحاضر کے تناظر میں''، رکھا گیا۔ پینل میں SPD سے تعلق رکھنے والی Lena Voigt، گرین پارٹی سے تعلق رکھنے والی Tara Moradi اور مکرم طلحہ کاہلوں صاحب مربی سلسلہ شامل تھے۔ ماڈریٹر کے فرائض مکرم نوید خان صاحب نے ادا کیے۔ پروگرام کی تشہیر کے لیے Zeil پر فلائرز تقسیم کیے گئے نیز راہگیروں سے موجودہ حالات کے متعلق مختصر انٹرویوز کیے گئے۔ دو ویڈیو کلپس بھی نشست کے دوران دکھائے گئے۔ مہمانوں کے لیے خصوصی تحائف کا انتظام تھا جن میں کپ، قلم اور سیرت النبی ﷺ پر مشتمل کتاب شامل تھی۔ شرکاء نے پروگرام کو بہت سراہا اور اگلے اجلاس میں شمولیت کے لیے دلچسپی کا اظہار کیا۔ مجموعی طور پر افتتاحی پروگرام کامیاب رہا۔ ٹیم ورک، موضوع کا انتخاب اور تنظیمی کوششیں قابل تعریف تھیں۔ البتہ ضیافت اور انتظامی پہلوؤں میں بہتری کی گنجائش موجود ہے، جسے آئندہ نشستوں میں ان شاء اللہ بہتر کیا جائے گا۔

(مبین جاوید، فرانکفرٹ)

Talentmesse

بانی تنظیم سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے لجنہ اماءاللہ میں شعبہ صنعت و دستکاری کے قیام کا درج ذیل مقصد بیان فرمایا تھا: ''کوئی بیکار نہ بیٹھے۔ قوم میں کوئی شخص نکما نہ رہے، محنت کرے، ہنر سیکھے اور ضرورت پڑنے پر محتاجی محسوس نہ کرے''۔ (دستور اساسی صفحہ نمبر 33) اِس ضمن میں نیشنل شعبہ صنعت و دستکاری کے زیرِ اہتمام مؤرخہ 13/ستمبر 2025ء کو بیت السبوح میں Talentmesse کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف پیشہ جات میں مہارت رکھنے والی احمدی مستورات شامل تھیں۔ اس پروگرام کا مقصد ہنرمند خواتین کو ایسا موقع مہیا کرنا تھا جہاں وہ اپنی صلاحیتوں کو متعارف کرواسکیں اور اپنے لئے بہتر ذرائع معاش پیدا کرسکیں۔ چنانچہ اس موقع پر کاروبار کا آغاز کرنے والی 14 ممبرات نے سٹالز لگائے۔ اِس پروگرام کے انعقاد کے لئے بیت السبوح میں مسجد سے ملحقہ ہال کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ شعبہ صنعت و دستکاری سے متعلق خلفاء کے اقتباسات پر مشتمل بینرز آویزاں کئے گئے تھے۔ ہال کا درمیانی حصہ کرسیاں لگا کر لیکچرز کے لئے تیار کیا گیا تھا اور اطراف میں مختلف سٹالز لگائے گئے تھے۔ صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی مکرمہ حامدہ سوسن چوہدری صاحبہ کی زیرِصدارت کارروائی کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جو مکرمہ عطیۃ القدیر صاحبہ نے کی۔ مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ کے افتتاحی کلمات اور دعا کے بعد مکرمہ لبنیٰ صاحبہ نے سٹالز کا تعارف پیش کیا۔ ہال میں احمدیہ آرٹس، دعوتی کارڈز، کیلنڈر، بیوٹیشنز، کاسمیٹیکس، فن پارے، قدرتی طریقہ علاج، کپڑے

وغیرہ موجود تھے۔ نیز تین ورکشاپس (سلائی، ہاتھ سے بنائی گئی جیولری، موم بتیاں سجانا) کاانعقاد کیا گیا۔سلائی اورموم بتیاں سجانے کے سٹالز پر شاملین کاہجوم دیکھنے میں آیا۔ علاوہ ازیں اس موقع پر مکرمہ قرۃ العین گردیزی صاحبہ نے ''رزق حلال'' کے موضوع پرلیکچر دیا۔مکرمہ قانتہ کنگ صاحبہ نےسوشل میڈیا کےمفیدومضراثرات سے متعلق معلومات فراہم کیں۔ اِس پروگرام میں شاملین کی حاضری 125 رہی۔شام پانچ بجے پروگرام بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا، الحمد للہ۔

(لبنیٰ ثاقب، نائب جنرل سیکرٹری لجنہ اماءاللہ جرمنی)

بادمیرین برگ میں منعقدہ والی بال اور بیڈمنٹن ٹورنامنٹس کے مناظر

بادمیرین برگ میں کھیلوں کے مقابلے

مجلس انصاراللہ بادمیرین برگ کے زیرانتظام گزشتہ دنوں والی بال اور بیڈمنٹن کے ٹورنامنٹ ہوئے جن میں کھلاڑیوں نے بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا اور شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ہر دو مواقع پر مقامی سرکاری وغیرسرکاری شخصیات نے آکر کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کی۔مورخہ 18 اکتوبر 2025ء کو بادمیرین برگ کے سپورٹس ہال میں پہلا مسرور والی بال ٹورنامنٹ ہوا جس میں کوبلنز، فرانکفرٹ سے 8 ٹیموں کے 45 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ٹورنامنٹ کا آغاز صبح دس بجے ہوااور شام پانچ بجے تقسیم انعامات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فائنل مقابلہ مجلس فرانکفرٹ کی ٹیم جیت کر ٹورنامنٹ کی چیمپئن قرار پائی۔مورخہ 15 نومبر 2025ء کو بادمیرین برگ سکول کے سپورٹس ہال میں پہلا مسرور بیڈمنٹن ٹورنامنٹ ہوا جس میں مقامی افراد کے علاوہ نوئس، مورفیلڈن، ویزبادن اورفرانکفرٹ سے 33 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ ٹورنامنٹ کا آغاز صبح دس بجے ہوا اور شام چار بجے تقسیم انعامات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ٹورنامنٹ میں سنگلز اور ڈبلز کے میچز ہوئے۔ڈبلز فائنل مقابلہ میں ویزبادن کے کھلاڑیوں پر مشتمل ٹیم نے شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا اور میچ جیت کرٹورنامنٹ کی چیمپئن قرار پائی۔اسی طرح ویزبادن کے کھلاڑی نے زبردست مقابلہ کے بعد سنگلز فائنل جیت کر اوّل انعام حاصل کیا۔ افتتاح کے وقت شہر کے برگر ماسٹر جناب Thomas Möckenhaupt نے خطاب کیا۔اختتامی تقریب میں برگر ماسٹر کی نمائندہ محترمہ Julia Salzmann، پروٹسٹنٹ چرچ کے پادری جناب Karl Jacobi اورعلاقہ بھرکے بیڈمنٹن کھلاڑیوں کے نگران اعلیٰ جناب Mario Sartor شامل ہوئے اور انعامات تقسیم کیے۔ ہر دو ٹورنامنٹس کی مقامی اخبارات میں تصاویر کے ساتھ خبریں شائع ہوئیں جس سے علاقہ بھر میں جماعت کا پیغام ہزاروں لوگوں تک پہنچا۔ پروگراموں کے لئے بادمیرین برگ کے مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب ناظم ایثار کا پرخلوص تعاون حاصل رہا، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(اصغر علی، زعیم مجلس بادمیرین برگ)

قرآن نمائش ریڈ شٹڈ

لوکل امارت ریڈ شٹڈ کے زیرانتظام قرآن کریم کے سائنسی معجزات کے موضوع پر مسجد عزیز میں ایک نمائش لگائی گئی جو تین دن 18 تا20 نومبر 2025ء جاری رہی۔عزیزم اُسامہ احمد صاحب جنہوں نے یہ نمائش تیار کی تھی، نے دلچسپ لیکچرز کے ذریعے موضوع کو زائرین کے سامنے پیش کیا۔کل 10 غیر احمدی مہمانوں نے نمائش کا دورہ کیا جن میں سیاسی جماعت SPD کا ایک وفد بھی شامل تھا۔مہمانوں نے نمائش کو نہایت مثبت انداز میں سراہا اور اس موضوع پر بہت سے سوالات بھی کئے جن کے جوابات دیے گئے۔ مجموعی طور پر نمائش بہت کامیاب رہی۔اللہ تعالیٰ خدمت کرنے والے تمام افراد کو بے حد برکتیں عطا فرمائے اور آئندہ بھی بہترین انداز میں تبلیغ کرنے کی توفیق دیتا رہے، آمین۔

(احمد ندیم، لوکل امیر ریڈ شٹڈ)

جماعت احمدیہ جرمنی کا اعزاز

(مکرم حمیداللہ ظفر صاحب نیشنل سیکرٹری تحریک جدید جرمنی)

تحریک جدید کے 96ویں مالی سال کے اعداد وشمار بیان فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلان فرمایا کہ جماعت احمدیہ جرمنی پاکستان کے بعد دنیا بھر کی جماعتوں میں اوّل رہی ہے، الحمدللہ۔ اس اعزاز میں یوں تو جرمنی بھر کے احباب جماعت کا حصہ ہے تاہم ان میں سبقت لے جانے والی پہلے دس لوکل امارات اور جماعتوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

جماعتیں	لوکل امارات
1.Rodgau	1.Hamburg
2.Ösnabruck	2.Frankfurt
3.Pinneberg	3.Gross-Gerau
4.Nidda	4.Wiesbaden
5.Flörsheim	5.Riedstadt
6.Rödermark	6.Mannheim
7.Bremen	7.Dietzenbach
8.Neuwied	8.Mörfelden-Walldorf
9.Friedberg-Mitte	9.Rüsselsheim
10.Koblenz	10.Darmstadt

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت جرمنی کے لیے یہ اعزاز مبارک کرے،ان قربانیوں کو قبول فرمائے اوران کے شیریں ثمرات سے نوازے، آمین۔

مکرم صفوان احمد ملک صاحب، آفس انچارج شعبہ تبلیغ

مساعی شعبہ تبلیغ جرمنی

عیسائی اساتذہ مسجد بشارت اوسنابرک میں

3 نومبر 2025ء کو مسجد بشارت اوسنابرک میں پروٹسٹنٹ فرقہ سے تعلق رکھنے والے ایسے اساتذہ تشریف لائے جنہوں نے مستقبل میں Gymnasium سکولوں میں مذہب کی تعلیم دینی ہے۔ یہ تمام اساتذہ اپنا تخصص مکمل کر رہے ہیں۔ ان کے کورس میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ دیگر مذاہب کے نمائندگان سے بھی ملیں۔ اس پس منظر میں ان اساتذہ نے جماعت احمدیہ کا انتخاب کیا۔ مقررہ دن 15 اساتذہ مسجد بشارت میں تشریف لائے جن کا استقبال ڈیوٹی پر موجود احباب جماعت اور مکرم منصور احمد گھمن صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔ مہمانوں کو مسجد میں لگائی گئی اسلام نمائش کے ساتھ ایک معلوماتی ویڈیو کے ذریعہ بھی جماعت احمدیہ کے متعلق معلومات فراہم کی گئیں۔

مسجد کے مرکزی ہال میں مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ محترم منصور احمد گھمن صاحب مربی سلسلہ نے قرآن کریم کی تلاوت مع جرمن ترجمہ پیش کی۔ اس کے بعد شرکاء نے انفرادی طور پر ملٹی میڈیا نمائش کی مدد سے معلومات حاصل کیں۔ اس موقع پر (مرکزی شعبہ تبلیغ کی تیار کردہ) Islam Info App اور جماعت کے یوٹیوب چینل کا تعارف بھی کروایا گیا جہاں بہت سے سوالات کے جوابات پر مشتمل مواد موجود ہے۔ مختلف جماعتی کتب بھی اس موقع پر رکھی گئی تھیں جن سے وفد نے استفادہ کیا۔ ایک سوال وجواب کا سیشن بھی منعقد کیا گیا جس میں مہمانوں نے متعدد سوالات پوچھے۔ اس کے بعد مسجد کے خواتین والے حصے میں سیمینار کے شرکاء کی طرف سے ایک پریزنٹیشن پیش کی گئی۔ گفتگو کے دوران مہمانوں کے لئے ضیافت کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔

پروگرام کے جملہ انتظامات کے لئے مکرم راشد شفیق صاحب لوکل سیکرٹری تبلیغ اور ان کی ٹیم نے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزادے اور ہماری مساعی کو قبول فرمائے، آمین۔

کاسل میں تبلیغی نشست

مکرم خالد بوخاتم صاحب (سیکرٹری تبلیغ کاسل) تحریر کرتے ہیں کہ 23 نومبر 2025ء کو ایک خصوصی تبلیغی پروگرام منعقد کیا گیا جس میں 22 زیر تبلیغ عرب مہمانوں نے شرکت کی۔ ڈیوٹی پر موجود احباب نے مہمانوں کا فرداً فرداً استقبال کیا اور انہیں ہال تک لے جایا گیا۔ مہمان شروع سے ہی گہری دلچسپی اور خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور مسجد کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ پروگرام کی صدارت مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب استاد جامعہ احمدیہ جرمنی و انچارج عربک ڈیسک جرمنی نے کی۔ تلاوت قرآن کریم کی سعادت مکرم عبدالرحمٰن یمنی صاحب نے کی جس کے بعد مکرم مأذن عکلہ صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں درج ذیل موضوعات پر تفصیلی گفتگو ہوئی:

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کی روشنی میں مسلمانوں کی موجودہ حالت، وفات مسیح، آمدِ مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق پیشگوئیوں کی تکمیل، عصر حاضر میں روحانی تجدید اور اصلاح کی ضرورت۔ آخر میں مہمانوں کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ مہمانوں کی مجموعی رائے نہایت مثبت رہی۔ بالخصوص مکالمہ کے لیے دوستانہ ماحول کے اہتمام، عربی میں براہِ راست گفتگو کی سہولت اور جماعت کی پُرخلوص مہمان نوازی کو بہت سراہا گیا۔ کئی مہمان پروگرام کے اختتام کے بعد بھی رکے رہے اور مزید سوالات کرتے رہے۔ ایک مہمان نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ آئندہ باقاعدگی سے ہمارے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کیا کریں گے۔

اس تبلیغی نشست کے انعقاد میں مکرم عبدالقیوم صاحب صدر جماعت کاسل اور ان کی ٹیم کا غیر معمولی تعاون حاصل رہا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت قبول فرمائے، اس تبلیغی مساعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور زیرِ تبلیغ احباب کو راہِ حق کی طرف ہدایت دے، آمین۔

ربوہ میں صاحب جائیداد احباب متوجہ ہوں

مکرم و محترم ناظر اعلیٰ صاحب صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی طرف سے اعلان موصول ہوا ہے کہ دفتر کمیٹی آبادی ربوہ کو اپنا ریکارڈ اپ ڈیٹ کرنے کے سلسلہ میں ایسے تمام لیز ہولڈرز جو بیرون ملک مقیم ہیں ان کے کوائف مطلوب ہیں۔ براہ کرم دفتر کمیٹی آبادی کو بذریعہ ای میل (sec.c.abadi@saapk.org یا committeeabadi@tahrikjadid.org) درج ذیل کوائف ارسال کر دیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

No	Details
1	Name (Urdu+English)
2	Father's Name (Urdu+English)
3	Date of Birth
4	Telephone Number
5	Complete Address
6	Email Address
7	ID/NICOP Number
8	Date of Expiry of ID/NICOP
9	Passport No.
10	Passport size photo (Digital copy)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری غلام احمد صاحب مرحوم مؤرخہ یکم جنوری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ حضرت مولا بخش صاحبؓ (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) کی نواسی تھیں۔نہایت سادہ، خوش اخلاق، ملنسار اور مہمان نواز خاتون تھیں۔صوم وصلوٰۃ کی پابند اور خلافت سے بہت محبت اور عقیدت کا تعلق رکھنے والی تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ 5 جنوری کو بیت الجامع اوفن باخ جرمنی میں ادا کی گئی۔ بعدازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں مسجد مبارک میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل میں ہوئی۔

(منظور احمد صادق، Dreieich)

مکرم محمد اسلم صاحب

خاکسار کے والد مکرم محمد اسلم صاحب (جماعت Brühl) ابن مکرم شیر محمد صاحب 21 مارچ 2025ء کو بعمر 83 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔نہایت خوش اخلاق، ملنسار اور مخلص احمدی تھے۔ مالی قربانی میں بھی بھرپور حصہ لیتے۔کراچی میں آپ کو لمبا عرصہ صدر جماعت لانڈھی کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔2022ء سے جرمنی میں مقیم تھے۔ آپ موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم وفا محمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور تدفین قبرستان Hubertusstraße Wesseling میں ہوئی۔

(لقمان احمد، Brühl)

مکرم رفیق احمد صاحب

مکرم رفیق احمد صاحب ابن مکرم فضل قادر صاحب 9 مئی 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے،

اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کا تعلق فیصل آباد سے تھا اور پاکستان میں محکمہ فوج میں ملازم تھے۔2013ء سے جرمنی میں مقیم تھے۔ بہت خوش اخلاق، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے تھے۔خلافت سے بہت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مالی قربانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم نصیر احمد انجم صاحب مرحوم مربی سلسلہ کے چچا تھے۔ آپ کی نماز جنازہ 12 مئی کو بیت الرشید میں ادا کی گئی۔ بعدازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں 14 مئی کو مسجد مبارک میں نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں تدفین ہوئی۔

(لئیق احمد منیر مربی سلسلہ، ہمبرگ)

مکرم شہید محمود صاحب

مکرم شہید محمود صاحب ابن مکرم جلال الدین صاحب مرحوم 21 ستمبر 2025ء کو بعمر 44 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم عرصہ بیس سال سے جرمنی میں مقیم تھے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ طاہرہ محمود صاحبہ چھ سال قبل بعارضہ کینسر وفات پا گئی تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹی جاذبہ محمود اور تین بھائی اور ایک بہن یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 24 ستمبر کو ناصر باغ میں ادا کی گئی۔ بعدازاں ربوہ لے جایا گیا جہاں تدفین عمل میں آئی۔ (زاہد جلال، Bingen)

مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب

خاکسار کے والد مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب ابن مکرم سید عنایت علی شاہ صاحب (جڑانوالہ) 4 نومبر 2025ء کو بعمر 77 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کا تعلق جڑانوالہ سے تھا۔ 1990ء میں جرمنی آنے کے بعد پہلے جماعت Calw میں شامل تھے، بعدازاں Pforzheim منتقل ہو گئے جس کے ابتدائی ممبران میں آپ شامل تھے۔ یہاں آپ کو زعیم مجلس انصاراللہ اور 15 سال سے زائد عرصہ سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ نیز دو سال بطور صدر جماعت Pforzheim خدمت کی توفیق ملی۔ 2015ء سے رسلز ہائیم میں رہائش پذیر تھے۔ جماعت کے ساتھ نہایت اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ ہمیشہ جماعتی پروگرامز میں بروقت شامل ہوتے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے 6 نومبر کو قبرستان Am Waldweg رسلز ہائیم میں پڑھائی اور بعد از تدفین دعا کروائی۔ (سید زبیر احمد شاہ، فلڈا)

مکرم سراج دین صاحب

خاکسار کے والد محترم سراج دین صاحب ابن مکرم رفیع محمد صاحب ساکن ننکانہ صاحب 22 نومبر 2025ء کو بعمر 90 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے اپنے خاندان میں اکیلے بیعت کرنے کی توفیق پائی اور پورے خاندان کی مخالفت اور قطع تعلقی کے باوجود احمدیت کو ترجیح دی اور ثابت قدم رہے۔ 1989ء میں جب ننکانہ صاحب میں جب احمدیوں کے گھروں کو جلایا گیا، اس میں آپ کا گھر بھی شامل تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ نہ صرف خود ثابت قدم رہے بلکہ اپنی اولاد کو بھی جماعت سے جوڑے رکھا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، مالی قربانی میں نمایاں حصہ لینے والے اور نہایت شفیق باپ تھے۔ چند سال سے کینیڈا میں رہائش پذیر تھے تاہم وفات سے کچھ عرصہ قبل پاکستان آ گئے تھے اور ربوہ میں ہی وفات پائی۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی تدفین بھی ربوہ میں ہوئی۔ (عطاء المحسن، نائب قائد مال مجلس انصاراللہ جرمنی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

جماعت احمدیہ جرمنی کی مساعی کی چند جھلکیاں

نیشنل تبلیغ سیمینار مجلس انصاراللہ جرمنی کے مناظر

مسجد عزیز ریڈ شٹڈ میں نمائش (18 تا 20 نومبر 2025ء)

مسجد نور فرانکفرٹ میں پینل ڈسکشن پروگرام (6 نومبر 2025ء)

مسجد بشارت اوسنابرک میں اساتذہ کی آمد (3 نومبر 2025ء)

مسجد محمود کاسل میں عرب مہمانوں کی آمد (23 نومبر 2025ء)

بیت السبوح فرانکفرٹ کے مردانہ سپورٹس ہال میں منعقدہ شوریٰ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2025ء کے ممبران

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 26 | ISSUE 12 | DECEMBER 2025

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de